مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

مارچ/2026ء

فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ
(البقرۃ:186)

اس شمارہ میں خاص

- عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز - یہ تو خود اندھی ہے گر نیّر الہام نہ ہو
- تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی اہمیت
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی عزیز جماعت سے دردمندانہ توقعات

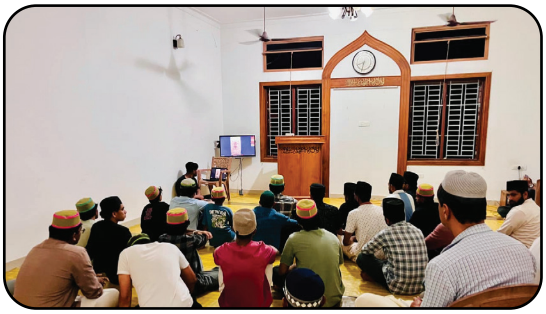

مجلس خدام الاحمدیہ کرناٹک و کیرالہ کی طرف سے پروگرام ” grill your doubts, ignite your faith - 2 “ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی جانب سے قادیان دارالامان میں لوکل و ضلعی قائدین کے لیے منعقدہ بون فائر سیشن نے خلافت کے ساتھ عہدِ وفا کو مزید مضبوط کیا

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر، کرناٹک کی طرف سے Masroor Box Cricket Tournament کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ غنچہ پاڑا اوڈیشہ کی طرف سے وقارِ عمل کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ چنتہ کنٹہ، تیلنگانہ کی طرف سے وقارِ عمل کا انعقاد

ماہنامہ

از قادیان دارالامان

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

فہرست مضامین

اداریہ	2
قرآن کریم / انفاخ النبی ﷺ	3
کلام الامام المہدیؑ / امام وقت کی آواز	4
خلاصہ خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 4/ جولائی 2025ء	5
تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی اہمیت	8
حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی عزیز جماعت سے دردمندانہ توقعات	10
عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز - یہ تو خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو	13
قبولیت دعا کے 7 اصول	16
گوشۂ ادب	17
بنیادی مسائل کے جوابات	18
فتاویٰ حضرت مصلح موعودؓ	22
Diary Dose	23
بزم اطفال	24
ملکی رپورٹس	25
Health & Fitness	26
سائنس کی دنیا	27
Why Escalating Global Tensions Matter to Us	30
The Physical Wisdom behind Fasting in the Blessed month of Ramadan	34
Summary of the Friday Sermon	40

مارچ 2026ء

رمضان، شوال 1447 ہجری قمری

امان 1405 ہجری شمسی

نگران

نیاز احمد نائک

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

نیاز احمد نایک

نائب ایڈیٹر

فواد احمد ناصر، احسان علی اوکے

مصور احمد مسرور

مینیجر

مدثر احمد گنائی

مجلس ادارت

بلال احمد آہنگر، مرشد احمد ڈار،

سید گلستان عارف

مقام اشاعت

دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 220 روپیہ، بیرون ملک :: 150 $

قیمت فی پرچہ: 20 روپیہ

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A, B.Lib and owned by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India and Published at Office Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, P.O Qadian, Dist-Gurdaspur, 143516, Punjab, India. Editor: Niyaz Ahmad Naik

اداریہ

اسلامی تعلیمات کی رو سے انسان کو اشرفُ المخلوقات کا درجہ عطا کیا گیا ہے۔قرآنِ کریم میں بارہا اس حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ زمین و آسمان کی بے شمار نعمتیں انسان کے لیے مسخر کی گئیں۔گویا اس کائنات کی ہر شے—چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی قائم و دائم رحمتوں کے سرچشمے ہوں یا زمانۂ حاضر کی جدید ایجادات—بالآخر انسان کی خدمت اور اس کی فلاح کے لیے ہیں۔

یہی اصول ہمیں عصرِ حاضر کی سائنسی ترقیات کو دیکھنے کا صحیح زاویہ فراہم کرتا ہے۔ٹیکنالوجی بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ ذریعہ ہے۔اس کی قدر و قیمت کا تعین اس بات سے ہوتا ہے کہ اسے کس نیت اور کس سمت میں استعمال کیا جاتا ہے۔موجودہ دور کی اہم ترین ایجادات میں سے ایک مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence) ہے، جو انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبہ پر اثر انداز ہو رہی ہے۔

اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔اس حیثیت سے اسے اختیار بھی دیا گیا ہے اور جوابدہی بھی۔ لٰہذا مصنوعی ذہانت جیسی طاقتور ٹیکنالوجی اگر تعلیم، صحت، غربت کے خاتمہ، عدل کے قیام اور انسانیت کی عمومی بھلائی کے لیے استعمال ہو تو یہ انسان کے مقامِ اشرفیت کا مظہر ہے۔لیکن اگر یہی ٹیکنالوجی ناانصافی، استحصال، اخلاقی انحطاط یا بے اعتدالی کا ذریعہ بن جائے تو یہ اس امانت میں خیانت ہوگی جو انسان کے سپرد کی گئی ہے۔

اسی تناظر میں فروری ۲۰۲۶ میں نئی دہلی کے Bharat Mandapam میں منعقد ہونے والی انڈیا-اے آئی امپیکٹ سمٹ ۲۰۲۶ خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ وزیر اعظم ہند Narendra Modi کی جانب سے اعلان کردہ اس عالمی اجلاس کا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے کہ مصنوعی ذہانت کو انسانیت کی فلاح، عالمی مساوات اور پائیدار ترقی کے لیے بروئے کار لایا جائے۔اس سمٹ کے رہنما اصول—انسان (People)، سیارہ (Planet) اور ترقی (Progress)—درحقیقت اسی متوازن سوچ کی عکاسی کرتے ہیں جس کی تعلیم اسلام صدیوں پہلے دے چکا ہے: یعنی انسان کی تکریم، زمین کی حفاظت اور اجتماعی بھلائی۔

اسلام دین اور دنیا کے درمیان کوئی تضاد نہیں دیکھتا بلکہ دونوں کو ایک مربوط نظام کے طور پر پیش کرتا ہے۔اگر مصنوعی ذہانت کو دینی علوم کی اشاعت، قرآنِ کریم اور حدیث کی تحقیق، زبانوں کے تحفظ اور دعوتِ دین کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک عظیم نعمت ثابت ہوسکتی ہے۔اسی طرح دنیاوی میدانوں میں اس کا مثبت استعمال معاشرتی عدل اور ترقی کو فروغ دے سکتا ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ہر نئی ایجاد کو اسلامی اخلاقیات کے تابع رکھیں۔ چونکہ انسان اشرفُ المخلوقات ہے، اس لیے تمام وسائل اس کی خدمت کے لیے ہیں، اور وہ خود اپنے خالق کے حضور جوابدہ ہے کہ ان وسائل کو کس راہ میں صرف کرتا ہے۔

آج کا دور ہمیں یہ یاد دہانی کراتا ہے کہ ترقی کی دوڑ میں اخلاقی اقدار کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک علم کے ساتھ تقویٰ اور طاقت کے ساتھ ذمہ داری وابستہ رہے گی، تب تک ہر نئی ایجاد انسانیت کے لیے رحمت ثابت ہوگی۔

اسی کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنی نئی نسل کو سائنسی مہارت کے ساتھ اخلاقی بصیرت سے بھی آراستہ کریں۔تعلیمی اداروں، جامعات اور تحقیقی مراکز کو چاہیے کہ وہ ٹیکنالوجی کی تعلیم کے ساتھ کردار سازی کو بھی اپنی ترجیحات میں شامل کریں۔مصنوعی ذہانت کے میدان میں تحقیق و ترقی یقیناً وقت کی اہم ضرورت ہے، مگر اس تحقیق کا رخ انسان دوستی، شفافیت اور انصاف کی طرف ہونا چاہیے۔ اگر پالیسی ساز، علما، سائنس دان اور معاشرتی رہنما باہمی مشاورت سے رہنما اصول مرتب کریں تو ٹیکنالوجی بے قابو طاقت کے بجائے ایک منظم اور مفید وسیلہ بن سکتی ہے۔

سلیق احمد نائک

اَلْقُرْاٰنُ الْكَرِيْمُ

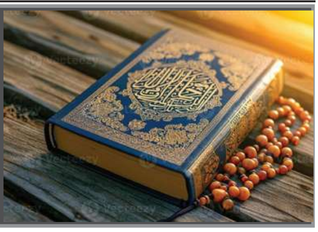

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ آیت 184)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مسلمانو! تم ہوشیار ہو جاؤ ہم تم پر روزے فرض کرتے ہیں۔ اور ساتھ ہی تمہیں بتادیتے ہیں کہ روزے پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس حکم کو اپنی طاقت کے مطابق پورا کیا تھا اگر تم اس حکم کو پورا کرنے میں سستی دکھاؤ گے تو وہ قومیں تم پر اعتراض کریں گی اور کہیں گی کہ ہمیں بھی خدا تعالیٰ نے روزوں کا حکم دیا تھا اور ہم نے اُسے پورا کیا اب تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں تو تم اس حکم کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہے۔ غرض مسلمانوں کی غیرت اور ہمت بڑھانے کے لئے یہ کہا گیا ہے کہ روزے صرف تم پر ہی فرض نہیں کئے گئے بلکہ پہلی قوموں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔ اور ان قوموں نے اپنی طاقت کے مطابق اس حکم کو پورا کیا تھا۔

(تفسیر کبیر جلد 3 صفحہ 160-161)

إِنْفَاخُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ. أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ يَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ (صحیح بخاری حدیث نمبر: 1145)

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا پروردگار بلند برکت والا ہے ہر رات کو اس وقت آسمان دنیا پر آتا ہے جب رات کا آخری تہائی حصہ رہ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ قَالاَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم "مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ وَأَيْقَظَ امْرَأَتَهُ فَصَلَّيَا رَكْعَتَيْنِ جَمِيعًا كُتِبَا مِنَ الذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ (سنن ابو داؤد حدیث نمبر 1451)

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو رات کو بیدار ہو اور اپنی بیوی کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعتیں پڑھیں تو وہ کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھے جائیں گے۔

کَلَامُ الْإِمَامِ الْمَهْدِيِّ ؑ

’’پھر تیسری بات جو اسلام کا رکن ہے وہ روزہ ہے۔ روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدّنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔‘‘

(ملفوظات۔ جلد 5 صفحہ 102)

امام وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جو لوگ مریض ہوں یا سفر پر ہوں، کیونکہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لگی ہوئی ہے، مجبوری کے سفر بھی کرنے پڑ جاتے ہیں تو پھر جو روزے چھوٹ جائیں ان کو بعد میں پورا کرو۔ تو یہ سہولت بھی اللہ تعالیٰ نے اس لیے دی کہ فرمایا کیونکہ تم میری طرف آنے کے لیے، میرے سے تعلق پیدا کرنے کے لیے ایک کوشش کر رہے ہو، ایک مجاہدہ کر رہے ہو، اس لیے مَیں نے تمہاری بعض فطری اور ہنگامی مجبوریوں کی وجہ سے تمہیں یہ چھوٹ دے دی ہے کہ سال کے دوران جو چھٹے ہوئے روزے ہوں وہ کسی اور وقت پورے کر لو۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں یہ چھوٹ تمہیں تمہاری اس کوشش کی قدر کرتے ہوئے دے رہا ہوں جو تم باقی دنوں میں اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتے ہوئے میرا قرب پانے کے لیے میری خاطر کر رہے ہو۔ فرمایا کیونکہ یہ سب تمہارا عمل میری خاطر ہو رہا ہے اس لیے اگر تم عارضی طور پر بیمار ہو یا بعض سفروں اور مجبوری کی وجہ سے کافی روزے چھوٹ رہے ہیں اور مالی لحاظ سے اچھے بھی ہو تو فدیہ بھی دے دو یہ زائد نیکی ہے۔ اور بعد میں سال کے دوران روزے بھی پورے کر لو۔ اور جو مستقل بیمار ہیں یا عورتیں ہیں مثلاً دودھ پلانے والی ہیں یا جن کے پیدائش ہونے والی ہے وہ کیونکہ روزے نہیں رکھ سکتیں اس لیے ایسے مریضوں کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق فدیہ دینا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 5 اکتوبر 2004ء۔ خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 743-742)

خطبات وخطابات

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴؍جولائی ۲۰۲۵ء بمطابق ۴؍وفا ۱۴۰۴ ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یو کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

فتح مکہ کے ضمن میں مکے میں داخل ہونے کے حالات کا ذکر گذشتہ خطبے میں ہوا تھا۔

اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے، ابنِ اسحٰق نے لکھا ہے کہ ابو سفیان خدا تعالیٰ کے لشکروں کا مشاہدہ کر کے واپس پہنچ گیا۔ آنحضرت ﷺ اپنے سبز پوش دستے کے ساتھ آئے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ آپؐ اپنی اونٹنی قصواء پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ کے درمیان تھے۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت سورت فتح پڑھ رہے تھے۔

جب آپؐ مکے میں داخل ہوئے تو لوگ آپؐ کی زیارت کے لیے آئے، عاجزی کی وجہ سے آپؐ کا سر اپنی اونٹنی کے کجاوے کو چھو رہا تھا۔ آپؐ نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھ رکھا تھا، آپؐ کا پرچم بھی سیاہ تھا۔

آنحضور ﷺ یہ کلمات فرما رہے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ اے اللہ! یقیناً اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ عدل و انصاف کا ایک اور پہلو یہ تھا کہ آپؐ نے اپنے پیچھے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کے بیٹے اسامہ بن زیدؓ کو بٹھایا ہوا تھا۔ آپؐ ۲۰؍رمضان المبارک کو مکے میں داخل ہوئے، اس وقت سورج کچھ بلند ہو چکا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ علو جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو دیا جاتا ہے وہ انکسار کے رنگ میں ہوتا ہے اور شیطان کا علو استکبار سے ملا ہوا تھا۔

دیکھو! ہمارے نبی کریم ﷺ نے جب مکے کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح پر اُن مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکے میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ مَیں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپؐ کا دل خدا تعالیٰ کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا۔

مکے میں داخل ہونے سے پہلے جب یہ سوال ہوا کہ مکے میں آپؐ کا قیام کہاں ہو گا تو آپؐ نے فرمایا کہ مکے میں عقیل نے ہمارے لیے کوئی گھر چھوڑا بھی ہے؟ پھر آپؐ نے فرمایا کہ ہمارا قیام خیف بنی کنانہ میں ہو گا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ جب آپؐ مکے میں داخل ہوئے تو لوگوں نے آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کہاں ٹھہریں گے؟ آپؐ نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے لیے کوئی مکان چھوڑا بھی ہے؟ یعنی میرے عزیز و اقارب نے میری تمام جائیداد بیچ کھائی ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم خیف بنی کنانہ میں ٹھہریں گے۔ یہ مکے کا ایک میدان تھا جہاں قریش اور بنی کنانہ نے مل کر قسمیں کھائی تھیں کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب محمد (رسول اللہ ﷺ) کو پکڑ کر ہمارے

حوالے نہ کر دیں اور اُن کا ساتھ نہ چھوڑ دیں ہم ان کے ساتھ نہ شادی بیاہ کریں گے اور نہ خرید و فروخت کریں گے۔

آپؐ دن کا کچھ حصہ اپنے خیمے میں قیام پذیر رہے پھر آپؐ نے اپنی اونٹنی قصواء کو منگوایا اور آپؐ ہتھیار لے کر اور خود پہن کر اونٹنی پر سوار ہوئے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ تھے اور آپؐ ان کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

حضور ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کے ارد گرد ۳۶۰ بت نصب تھے۔ ہبل ان میں سب سے بڑا بت تھا۔ آپؐ کے ہاتھ میں کمان تھی۔ آپؐ جب کسی بت کے پاس سے گزرتے تو بت کی آنکھ میں اپنی کمان مارتے اور فرماتے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۖ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا۔ یعنی حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا اور یقیناً باطل تو بھاگنے کے لیے ہی ہے۔

آپؐ خانہ کعبہ کے پاس پہنچ گئے اور اسے دیکھا، پھر آپؐ اپنی سواری کے ساتھ آگے بڑھے اور اپنی چھڑی کے ساتھ حجر اسود کو چھوا اور اللہ اکبر کہا۔ مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر لگائے یہاں تک کہ مکہ کی فضا نعرہ تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی اور آپؐ نے صحابہؓ کو روکا۔ کفار پہاڑوں پر سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ آپؐ نے بیت اللہ کا طواف کیا حضرت محمد بن مسلمہؓ نے آپؐ کی اونٹنی کی نکیل پکڑی ہوئی تھی۔ آپؐ اپنی سواری سے اتر آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمر بن خطابؓ کو حکم دیا کہ وہ خانہ کعبہ میں جائیں اور اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دیں۔ جب تک خانہ کعبہ سے ہر تصویر مٹا نہ دی گئی آپؐ اس میں داخل نہیں ہوئے۔

آپؐ مقام ابراہیم پر آئے اور دو رکعت ادا کیں۔ پھر آپؐ زم زم کے پاس تشریف لے گئے حضرت عباس بن عبد المطلبؓ یا حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلبؓ نے ایک ڈول آپؐ کے لیے نکالا۔ آپؐ نے اس پانی کو پیا اور اس سے وضو کیا۔

صحابہؓ جلدی جلدی آپؐ کے وضو کا پانی اپنی ہتھیلیوں پر لینے لگے۔ صحابہؓ وہ پانی اپنے چہروں پر ڈال رہے تھے۔ کفار یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ متعجب ہو کر کہنے لگے ہم نے اتنے بڑے بادشاہ کے بارے میں نہ سنا ہے اور نہ دیکھا ہے۔

جب ہبل بت کو گرایا گیا تو حضرت زبیر بن العوامؓ نے ابو سفیان سے کہا کہ ہبل کو گرا دیا گیا۔ تم احد کے دن ہبل کا نام لے کر بڑے غرور سے دعوے کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے کہا اے ابن عوام! اب ان باتوں کو جانے دو کیونکہ مَیں نے جان لیا ہے کہ اگر محمد (ﷺ) کے خدا کے سوا بھی کوئی معبود ہوتا تو وہ نہ ہوتا جو آج ہوا ہے۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ خانہ کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھ گئے اور لوگ آپؐ کے ارد گرد جمع تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اس موقعے پر تلوار سونتے آپؐ کے ساتھ کھڑے تھے۔ حضور ﷺ نے عثمان بن طلحہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میرے پاس خانہ کعبہ کی چابی لاؤ۔ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے تو اس نے چابی دینے سے انکار کر دیا حضرت عثمان بن طلحہؓ نے اسے کہا کہ اگر تم چابی نہیں دو گی تو یہ تلوار میری پیٹھ کے آر پار ہو گی۔ بہر حال ان کی والدہ نے چابی دے دی۔ وہ چابی لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے تو آپؐ نے چابی انہیں واپس دے دی اور انہوں نے دروازہ کھولا۔ آنحضرت ﷺ اسامہ بن زیدؓ اور بلال بن رباحؓ کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔ خانہ کعبہ کا کلید بردار عثمان بن طلحہؓ بھی ساتھ تھا۔ آپؐ نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور دیر تک اندر رہے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ یہ بات بحضورِ دل یاد رکھو کہ جیسے بیت اللہ میں حجر اسود پڑا ہوا ہے اسی طرح قلب سینہ میں پڑا ہوا ہے۔ بیت اللہ پر بھی ایک زمانہ آیا ہوا تھا کہ کفار نے وہاں بت رکھ دیے تھے، ممکن تھا کہ بیت اللہ پر یہ زمانہ نہ آتا مگر نہیں! اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک نظیر کے طور پر رکھا۔ قلبِ انسانی بھی ایک حجر اسود کی طرح ہے اور اس کا سینہ بھی بیت اللہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ ماسوا اللہ کے، خیالات وہ بت ہیں جو اس کعبے میں رکھے گئے ہیں۔ مکہ معظّمہ کے بتوں کا قلع قمع اس وقت ہوا تھا جب ہمارے رسول کریم دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ وہاں جا پڑے

تھے اور مکہ فتح ہوگیا تھا۔ ان دس ہزار صحابہ کو پہلی کتابوں میں ملائکہ لکھا ہے اور حقیقت میں ان کی شان ملائکہ ہی کی سی تھی۔ انسانی قویٰ بھی ایک طرح پر ملائکہ کا ہی درجہ رکھتے ہیں کیونکہ جیسے ملائکہ کی یہ شان ہے کہ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ اسی طرح پر انسانی قویٰ کا یہ خاصہ ہے کہ جو حکم انہیں دیا جائے اس کی تعمیل کرتے ہیں۔

فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے قریش سے فرمایا کہ اے قریش! تم کیا خیال کرتے ہو کہ مَیں تم سے کیا سلوک کروں گا۔ قریش نے کہا آپ جو کچھ کریں گے بہتر کریں گے، آپ معزز بھائی اور معزز بھائی کے بیٹے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ لوگ عام معافی کا اعلان سن کر اس طرح نکلے جیسے اُسی وقت قبروں سے نکلے ہوں اور انہوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ... تمام کفار گرفتار کر کے آپؐ کے سامنے پیش کیے گئے تو کفار نے خود اپنے منہ سے اس وقت اقرار کیا کہ ہم بباعث اپنے سخت جرائم کے واجب القتل ہیں اور اپنے تئیں آپ کے رحم کے سپرد کرتے ہیں تو آپؐ نے سب کو بخش دیا۔

بقیہ تفاصیل آئندہ بیان کیے جانے کا ارشاد فرمانے کے بعد حضورِانور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل دو مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا:

☆ ... محترمہ سیدہ لبنیٰ احمد صاحبہ اہلیہ سید مولود احمد صاحب مرحوم۔ گذشتہ دنوں ۷۱ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ مرحومہ بڑا صبر کرنے والی، دوسروں کا خیال رکھنے والی، سادہ مزاج، ہر طرح کے حالات میں گزارہ کرنے والی، سسرال کا حق نبھانے والی تھیں۔

☆ ... مکرمہ نازمون بی بی زبیر صاحبہ اہلیہ محمد شفیع زبیر صاحب آف جرمنی۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ ماریشس کی تھیں۔ مرحومہ غیرمتزلزل ایمان اور عاجزی کا نمونہ تھیں۔ کبھی کوئی شکوہ شکایت نہ کرتیں۔ بیماری میں بھی بہت حوصلے سے کام لیتیں۔ نمازوں کی پابند، لوگوں کے کام آنے والی، خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والی، خطبات غور سے سننے والی، اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق رکھنے والی، صاحبِ کشف و رؤیا تھیں۔

حضورِانور نے مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

H.A. GHOURI
9848955134
7013492780
GHOURI ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
Suppliers of All Spare Parts of Rolling Shutters Specialist in: Gear & Remote Shutters
SHOP NO 5-6, YERRAKUNTA, OPP. TOTAL GAZ PUMP,PAHADI SHAREEF ROAD HYDERABAD (T.S.)

NUSRAT
Cell :9902222345
9448333381
MOTORS RE-WINDING

Spl. in :
All Types of Electrical Motor Re-Winding, Pump Set, Starters & Panel Repairing Centre.
HATTIKUNI ROAD, YADGIR - 585201

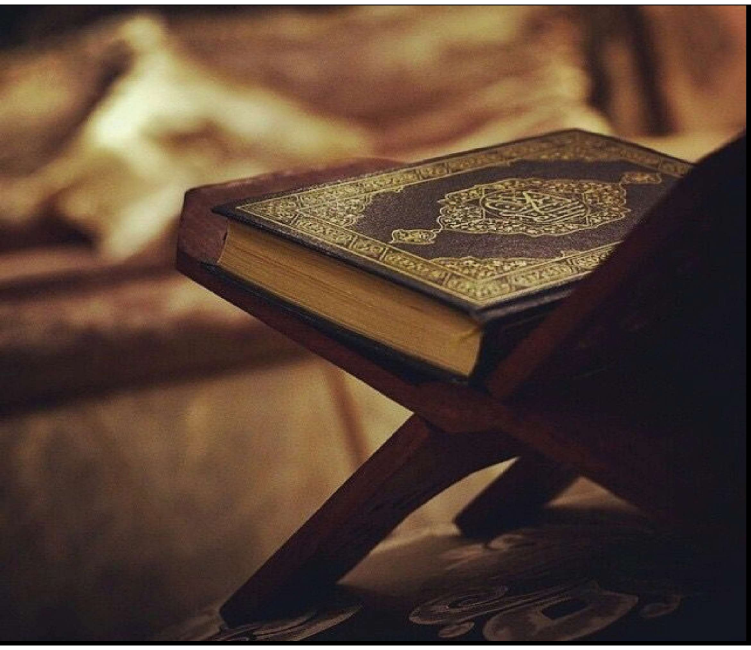

تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی اہمیت

(مضمون نگار: مرشد احمد استاد جامعہ احمدیہ قادیان)

تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کا مطلب یہ ہے کہ مخارج و صفات کی صحیح ادائیگی، قواعد کی پابندی، ترتیل، لحن یعنی غلطی سے بچنا اور حسن قرات کے ساتھ قرآن پڑھنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ حروف تہجی کو انکے تمام مخارج اور صفات کے ساتھ ادا کرنا نیز قواعد جیسے حرکات حروف مد، حروف لین، غنہ، اخفا، اظہار، ادغام ، اقلاب ، رموز اوقاف وغیرہ وغیرہ کی پابندی کرتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر ترتیل سے قرآن پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ وہ پوری توجہ اور شرائط کو مدِّنظر رکھ کر قرآن مجید پڑھتے ہیں اور تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے یہ کتاب (قرآن کریم) دی ہے وہ اِس کی اِس طرح تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ تلاوت کرنے کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اِس پر حقیقی ایمان رکھتے ہیں۔ (البقرہ: ۱۲۲)

ایک اور جگہ فرمایا وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا (اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر (سورۃ المزمل: ۵)۔ اس آیت میں ''ترتیلاً'' کا لفظ ہی تجوید کی روح کو بیان کرتا ہے، جس میں ہر حرف کو اس کے مخصوص مخرج اور صفت کے ساتھ ادا کرنا، وقف و وصل کا خیال رکھنا اور خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرنا شامل ہے۔

نبی کریم ﷺ خود قرآن کو انتہائی خوبصورت اور مُرتّل انداز میں پڑھتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''کَانَ قِرَاءَتُہُ تَرْتِیلًا'' (آپ ﷺ کی قراءت ترتیل کے ساتھ ہوتی تھی) (صحیح البخاری)۔ آپ ﷺ نے فرمایا زَیِّنُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ (اپنی آوازوں سے قرآن کو مزین کرو) (سنن ابی داود، صحیح قرار دیا)۔ نیز فرمایا اُس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو قرآن کریم کو خوش الحانی سے نہیں پڑھتا۔

حضرت اُمّ سلمہؓ سے جب آنحضرتؐ کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا، آنحضورؐ کی تلاوت بالکل واضح ہوتی تھی۔ ہر حرف جدا ہوتا تھا۔ یعنی اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ پڑھ کر ٹھہر جاتے تھے پھر الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھ کر ٹھہر جاتے۔

آپ ﷺ نے تجوید سیکھنے اور سکھانے کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (تم میں سے بہترین وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے) (صحیح البخاری)۔ »سیکھنے« میں اس کی صحیح ادائیگی کا علم بھی شامل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک مشہور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ (جو شخص قرآن کا ماہر ہے (یعنی اسے تجوید کے ساتھ پڑھتا ہے)، وہ عظیم فرشتوں (کاتبوں) کے ساتھ ہوگا۔

اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں لڑکھڑاتا ہے (یعنی اس پر مشقت ہوتی ہے) اور پڑھنا اس پر دشوار ہے، اس کے لیے دوہرا اجر ہے) (صحیح مسلم)۔

جہاں قرآن کریم کو ہمیں اسکے قوائد اور شرائط کو ملحوظ رکھ کر تلاوت کرنی چاہئے اس کے ساتھ ساتھ ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ ہمیں قرآن کریم کی آیات کے معنی بھی سمجھ آ رہے ہوں۔ اس آخری زمانہ کے امام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے وہ خزائن جو ہزاروں سال مدفون تھے اپنی تفاسیر اور کتب میں بیان کئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے آپکو قرآن کریم کی تلاوت غور و فکر اور تدبر کے نتیجہ میں ہی عطا کئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کِتٰبٌ أَنزَلْنٰهُ إِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ آیاتہ (ص ۲۹)

یعنی یہ ایک بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں۔

حدیث پاک میں بھی آتا ہے کہ جو شخص تین دن سے کم مدت میں قرآن پڑھے وہ اس کے معانی و مطالب کو نہیں سمجھ سکتا۔ یعنی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کو صرف تجوید اور خوبصورت آواز کے ساتھ پڑھنا ہی اسکو اہم نہیں بناتا بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ اسکے معنی اور مطالب پر غور کیا جائے۔

چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

وہ لوگ خوش قسمت ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔ وہ اسے بار بار پڑھتے ہیں۔ اس کی تعلیمات پر غور و فکر کرتے ہیں۔ اس سے رہنمائی اور نور حاصل کرتے ہیں۔ اس سے ملنے والے جواہرات سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محض قرآن پڑھنے سے تلاوت کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اِنسان اِس کو غور اور تدبّر سے پڑھے۔

آپ علیہ السلام نے ایک اور موقع پر تلاوت کی حقیقی غرض بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

’’قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر محسوس کرے۔ یہ یاد رکھو کہ قرآن شریف میں ایک عجیب غریب اور سچا فلسفہ ہے۔ اس میں ایک نظام ہے جس کی قدر نہیں کی جاتی۔ جب تک نظام اور ترتیبِ قرآنی کو مدِّنظر نہ رکھا جاوے اور اس پر پورا غور نہ کیا جاوے۔ قرآن شریف کی تلاوت کے اغراض پورے نہ ہوں گے‘‘

(ملفوظات جلد اوّل ص ۴۲۹)

تلاوت قرآن کریم کے ایک موثر اور خوبصورت انداز کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

’’انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے۔ جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے۔ اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے اور جہاں عذاب کا مقام آوے تو اُس سے پناہ مانگے۔ اور اُن بداعمالیوں سے بچے جن کے باعث وہ قوم تباہ ہوئی۔ دل کی اگر سختی ہو تو اس کے نرم کرنے کے لئے یہی طریق ہے کہ قرآن شریف کو ہی بار بار پڑھے۔ جہاں جہاں دعا ہوتی ہے وہاں مومن کا بھی دل چاہتا ہے کہ یہی رحمتِ الٰہی میرے شاملِ حال ہو۔ قرآن شریف کی مثال ایک باغ کی ہے کہ ایک مقام سے انسان کسی قسم کا پھول چُنتا ہے۔ پھر آگے چل کر اور قسم کا پھول چُنتا ہے۔ پس چاہئے کہ ہر ایک مقام کے مناسب حال فائدہ اٹھاوے۔‘‘

قُرآں کتابِ رَحماں سِکھلائے راہِ عِرفاں
جو اس کے پڑھنے والے اُن پر خدا کے فیضاں

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کی حقیقی روح کو سمجھتے ہوئے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی عزیز جماعت سے دردمندانہ توقعات

(محمد کلیم خان: مبلغ سلسلہ ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد جنوبی ہند)

انسان اور حیوان میں بعض خصوصیات مشترک ہیں مگر کئی امتیازات بھی ہیں۔ انسان کھاتا پیتا ہے تا کہ بقاء خود کا سلسلہ جاری رہے۔ اسی طرح حیوان بھی کھاتا پیتا ہے اور اسے بھی بقاء خود کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ پھر نسل جاری رکھنے کا سلسلہ بھی دونوں میں چلتا ہے تا کہ بقاء خود کے ساتھ ساتھ بقاء نوع کا سلسلہ بھی جاری رہے۔

اگر ہم انسان اور حیوان کے امتیاز کے حوالے سے غور کریں توہمیں صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے لیے حیوان کو مسخر کیا گیا ہے۔ اور انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا فرمایا گیا ہے۔ حیوان پر انسان کو یہ فوقیت دی گئی ہے۔ کیونکہ اسے صرف بقاء خود اور بقاء نوع تک (حیوانات کی طرح) محدود نہیں رکھا گیا۔ بلکہ اس کے لیے ایک مقام ’’بقاء روح‘‘ بھی ہے۔ اس کے لیے ایک جگہ نہیں بلکہ دو جگھوں (دنیا و آخرت) کے لیے انسان کو پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے کچھ ذمہ داریاں بھی انسان پر عائد کی گئی ہیں (جو حیوانات کے لیے نہیں ہیں) چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’انسان خدا تعالیٰ کے تعبد ابدی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔‘‘

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64)

پھر اس غرض (تعبد ابدی) کے لیے اللہ تعالیٰ نے از راہ احسان ایک حسین نظام بھی قائم فرمایا ہے اور راہنمائی کے لیے انبیاء علیہم السلام کو نازل فرماتا رہا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس طرح ہزار ماؤں سے بڑھ کر اپنے بندوں سے پیار و محبت کرتا ہے اسی کے پرتو کے طور پر تمام انبیاء کرام بھی اپنے متبعین سے ان کی ماؤں سے بڑھ کر محبت رکھتے ہیں اور اس غرض کے لیے ہمیشہ تڑپتے رہتے ہیں۔ چنانچہ اس امر کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام قرآن مجید میں حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ذکر یوں بیان فرمایا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (سورۃ الشعراء: 4) اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اس میں فرمایا کہ شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالیگا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔ یہ دردمندی اپنے متبعین کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کے اندر ہوتی ہے۔ اسی طرح دردمندی کے توقعات کا مضمون بائبل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’کاش کہ خداوند کے سارے بندے نبی ہوتے‘‘

(گنتی 11/29)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دردمندانہ سیرت بھی اسی طرح ہے۔ اور آپ اپنے دوست احباب میں اس کا ذکر فرمایا

کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عالی میں جب بعض لوگوں کی طرف سے دنیاوی مقاصد کے حصول کے لیے دعا کی درخواست ہوتی اور ان کے خطوط موصول ہوتے تو حضور انور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ۔ ہم جس دنیا کو چھڑانے کے لیے آئے ہیں یہ لوگ وہی دنیا ہم سے مانگتے ہیں۔ کاش ہمارے یہ دوست جو ہم سے دنیا کے متعلق دعا کراتے ہیں یہ اصلاح نفس اور خدمت اسلام کے متعلق بھی اپنے دلوں میں ایسی ہی تڑپ محسوس کریں جیسا کہ دنیا کے لیے محسوس کرتے ہیں۔

پھر حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کئی دوستوں کی درخواستیں دعا کے متعلق اس غرض سے ہوتی ہیں کہ ان کا فلاں کام ہو جائے اور مال و دولت مل جائے یا بیوی اور بچے مل جائیں اور بیماروں کو صحت ہو جائے مگر ایسی درخواستیں بہت کم ہوتی ہیں جن میں یہ لکھا ہو کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ مجھے اللہ تعالیٰ اور رسول کی محبت نصیب ہو اور خدمت دین کی طرف رغبت پیدا ہو اور فلاں فلاں کمزوری اور بدی جو مجھ میں پائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مومنوں کا کام تو یہ ہے کہ ان کا ہر ایک شغل دین سے تعلق رکھنے والا ہو اور جیسے کافر لوگ دنیا اور دنیا کے مال و دولت اور ہر ایک چیز سے کفر کی بقا و ترقی کے لیے کوشش کرتے ہیں ایسے ہی مومنوں کو چاہیے کہ وہ ان کے مقابل میں غیرت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی جان و مال اور گھر بار کو دین کی خدمت میں لگا کر دین کو دنیا میں قائم کر دیں تا کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو اور اسلام پھلے پھولے اور دوسرے تمام ادیان پر غالب آئے۔

پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں آپ لوگوں کو دنیا کے کاموں سے بالکل منع نہیں کرتا بلکہ میرا اصل مسلک جس پر میں لوگوں کو قائم کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ لوگ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے دنیا کا شغل اختیار کریں۔''

(حیات قدسی حصہ دوم صفحہ 86,87)

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

''میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے یہ بارہا سنا ہے کہ جس دنیا کے طمع اور لالچ کو ہم اندر سے نکالنے کے لیے آئے ہیں، افسوس ہے کہ لوگ زیادہ تر اسی کے متعلق دعا کرنے کی خواہش کرتے ہیں۔ کبھی یہ درخواست کرتے ہیں کہ بیوی یا اولاد نرینہ مل جائے۔ کبھی ملازمت یا عہدہ میں ترقی کے لیے کہتے ہیں۔ کبھی کاروبار میں نفع یا بیماری سے شفاء پانے کی درخواست کرتے ہیں۔ ایسے بہت تھوڑے ہیں جو یہ دعا کرواتے ہیں کہ ہمیں خدا کی محبت اور اطاعت نصیب ہو اور خدمت دین کا موقعہ ملے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں گناہوں سے بچائے اور ان سے نفرت پیدا فرمائے۔ اور روحانی امراض سے شفاء حاصل ہو۔''

(حیات قدسی حصہ سوم صفحہ 36)

اس دردمندی کا دوسرا پہلو آپ کی ناراضگی میں بھی ہے چنانچہ ایک واقعہ ملفوظات میں یوں درج ہے کہ۔

''ایک نوجوان شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دنیاوی مصائب کی کہانی شروع کی اور اپنے طرح طرح کے ہم و غم بیان کیے۔ حضرت مسیح موعود نے بہت سمجھایا اور فرمایا کہ ہمہ تن دنیاوی امور میں کھوئے جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اور اس قدر جزع و فزع مومن کو نہیں چاہیے۔ مگر وہ زور زور سے رونے لگا جس پر آپ نے سخت ناراضگی اور ناپسندیدگی کا اظہار فرما کر کہا کہ '' بس کرو۔ میں

ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں۔ میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم وغم میں گرائے جاتے ہیں۔ وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں۔ میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسے شخص کے حال کو دکھ کر جو جیفہ دنیا کی تڑپ میں کڑھتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول (پانچ جلدوں میں مکمل والی) صفحہ 216 مطبوعہ قادیان 2010)

احباب جماعت سے دردمندانہ توقعات زندگی بھر آپ رکھتے رہے اور یہی انبیاء علیہم السلام کا مقصد ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کی آخری نصیحت بھی ہمارے لیے قابل غور ہے۔ اس نصیحت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کس قدر اپنی عزیز اور پیاری جماعت سے توقعات رکھتے تھے۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کے یہ الفاظ مجھے آج تک خوب یاد ہیں۔

”جماعت احمدیہ کے لیے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں دوسری طرف اگر یہ بھی خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن نہ بنے تو ان کے لیے دوہرا گھاٹا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ حضور کی آخری نصیحت تھی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔“

(الفضل 12 نومبر 1959 منقول از۔ قندیلیں صفحہ 15 انتخاب صوفیہ اکرم چٹھہ۔

یک از مطبوعات شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ کراچی بسلسلہ صد سالہ جشن تشکر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں۔

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دِل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

اِس جائے پُرعذاب سے کیوں دِل لگاتے ہو
دوزخ ہے یہ مقام یہ بُستاں سَرا نہیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دردمندانہ توقعات کے مطابق پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم خدا تعالیٰ کی نظر میں مومن بننے کی سعادت حاصل کرنے والے ہوں اور ہمارا انجام بخیر ہو۔ آمین

☆...☆...☆

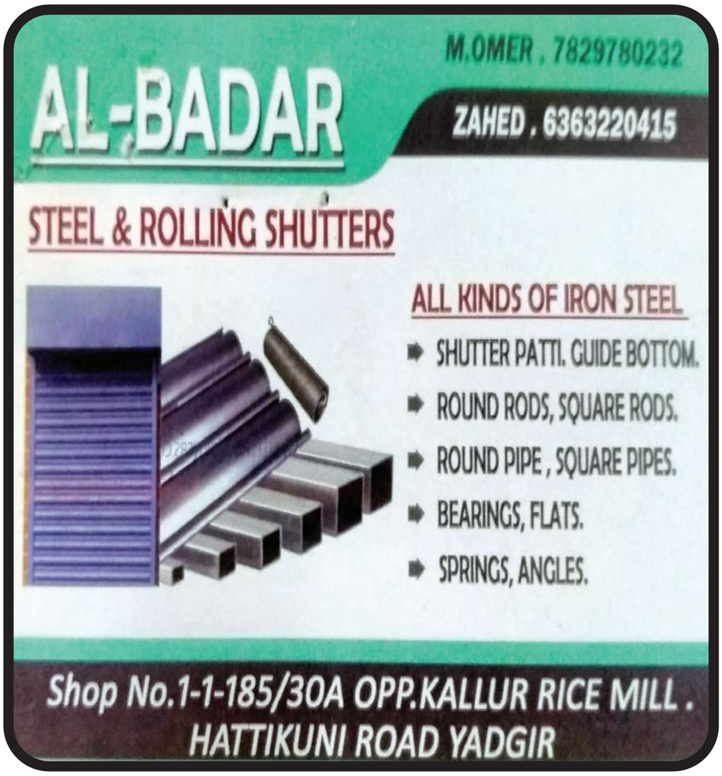

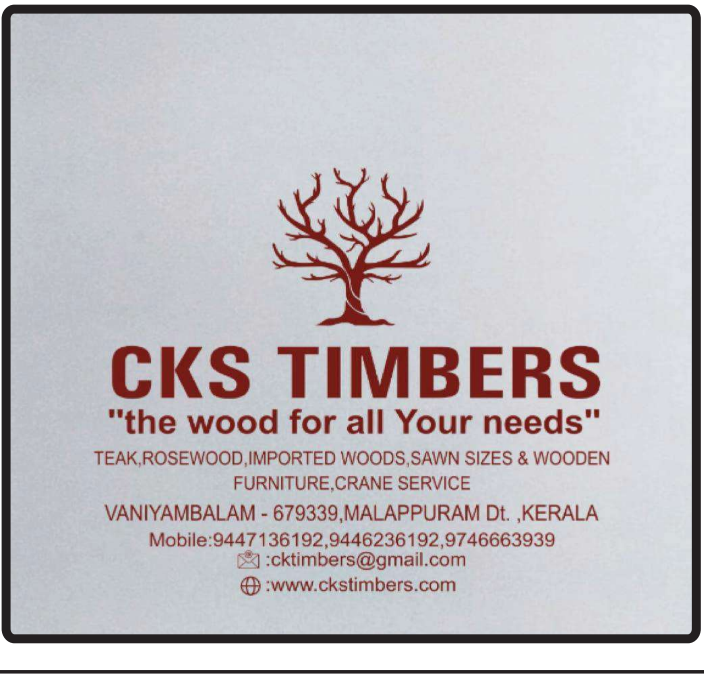

عقل کو دین پہ حاکم نہ بناؤ ہرگز
یہ تو خود اندھی ہے گر نیر الہام نہ ہو

فواد احمد استاد جامعہ احمدیہ قادیان

عصر حاضر میں انسان تیزی سے دہریت کی طرف جاتا جارہا ہے۔ اس کی کئی وجوہات ہیں، لیکن ان میں سے ایک بڑی وجہ انسان کی سائنسی ترقیات بھی ہیں۔ جیسے جیسے انسان سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی حاصل کرتا جارہا ہے اس کا یہ گمان بڑھتا جارہا ہے کہ انسان کو ایک خدا کی یا مذہب کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ صرف عقل کو ہی استعمال کر کے وہ اپنی زندگی بہترین رنگ میں گزار سکتا ہے۔ انسان اس خیال میں پڑ گیا ہے کہ صرف عقل کی بنا پر ہی انسان حقیقی سیاق و سباق حاصل کر سکتا ہے اور تمام امور کی معرفت صرف عقل سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

لیکن الہام دراصل ہوتا کیا ہے؟ الہام کو ماننے والوں میں بھی دو مکتبہ فکر کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ حضرت مرزا طاہر احمدؒ اپنی کتاب ''الہام عقل علم اور سچائی'' میں بیان فرماتے ہیں کہ،

'' الہام کی حقیقت الہام کیا ہے؟ کیا یہ محض ایک اصطلاح ہے جو انسانی ذہن کی شعوری اور تحت الشعوری کائنات کی تحقیق اور دریافت کے عمل کو بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہے یا اس کا منبع کوئی خارجی وجود ہے جس کا علم انسانی علم پر غالب ہے۔ الہام پر ایمان رکھنے والوں میں بھی اس کی حقیقت کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً بدھ ازم، کنفیوشن ازم اور تاؤ ازم کے عصر حاضر کے پیروکاروں کا خیال ہے کہ ان کے مذہبی پیشواؤں کے علم کا منبع ان کا شعور (conscious) یا تحت الشعور (subconscious) ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ان کا عقیدہ ہے کہ سچائی ہر روح کے اندر فطرتاً موجود ہے۔ ان کے نزدیک القاء اس ابدی صداقت کے سرچشمہ کے ساتھ تعلق قائم کرنے کا ذریعہ ہے جبکہ دیگر مذاہب کے مطابق الہام ایک خارجی وجود یعنی ازلی ابدی اور کامل حکمت والے خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔''

(الہام عقل علم اور سچائی، صفحہ ۲۰۹)

جب ہم ان دونوں نظریات پر غور کرتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی ذہن میں اللہ تعالیٰ نے الہام قبول کرنے کی صلاحیت رکھی ہے اور مذہبی شواہد کے علاوہ بھی انسانی تاریخ میں ایسے واقعات پائے جاتے ہیں جن میں غیر مذہبی لوگوں کو سچی خوابیں آئی ہیں۔ مثلاً ۱۹۸۵ء میں ایک جرمن سائنسدان Friedrich August Kakule کو Benzene ring کا خاکہ خواب میں نظر آیا تھا۔ Elias Howe کو بھی سلائی مشین کی ایجاد کے لئے خواب کے ذریعہ رہنمائی ہوئی تھی۔ حضرت یوسفؑ کی قید کے دوران بادشاہ کو خوشحالی اور قحط سالی کے متعلق حقیقی خواب آئی تھی۔ لیکن انسانی ذہن پیدا ہونے والے خیالات اور خواب وغیرہ جس میں ایک خارجی وجود یعنی اللہ تعالیٰ کا دخل نہ ہو وہ ہمیشہ ناقص رہتے ہیں۔ گو انسان کتنی بھی کوشش کر لے لیکن جب تک کہ ایک قادر مطلق خدا انسان کی اپنی جناب سے رہنمائی نہ کرے اس کو کسی معاملہ کی کامل معرفت

حاصل نہیں ہو سکتی۔

لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی عقل پر بھروسہ ہی نہ کیا جائے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ کامیابی کا اصل راز یہ ہے کہ انسان حتی الوسعی اپنی تمام تر صلاحیتوں کا استعمال کر کے اپنے علم کو ہمیشہ کامل کرنے کی کوشش میں لگا رہے اور پورے تدبر اور تفکر کے ساتھ خدا تعالیٰ سے رہنمائی کا بھی خواستگار ہو۔ اسلام ہمیں اسی چیز کی تعلیم دیتا ہے۔ آنحضور ﷺ کا قول ہے کہ

''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ''۔ یعنی علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(کتاب المقدمہ)

قرآن کریم میں جا بجا انسان کو اپنی عقل استعمال کرنے اور کائنات کا مطالعہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صداقت تک پہنچنے کے لئے قرآن کریم عقل کی اہمیت کو واشگاف الفاظ میں تسلیم کرتا ہے ۔ اسلام قرآنی تعلیمات اور دعاوی کو پرکھنے اور دنیا کے ساتھ ساتھ دینی امور کی تحقیق کے لئے بھی عقل اور منطق کو بنیاد بناتا ہے۔ لیکن صحیح نتائج حاصل کرنے کے لیے صرف عقل ہی کافی نہیں بلکہ انسانی راستبازی اور حصول علم کے منبع کا کامل ہونا بھی ضروری ہے۔ اور موجودہ زمانہ کی ترقیات اور نئی ایجادات اور دریافتیں اس بات کی ضامن ہیں کہ انسان کا علم ہمیشہ ناقص رہتا ہے۔ ہر نیا انکشاف اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ انسان کے علم میں ہمیشہ کمی ہے۔ ہر نا کامیاب فیصلہ انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ اس کے سیاق و سباق میں کس قدر نقص ہے۔ سو جب تک انسان ایک کامل منبع سے رہنمائی حاصل نہ کرے وہ حقیقی صداقت سے ہمیشہ دور رہے گا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے شروع میں بیان فرمایا،

'' الٓمّٓ * ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ * ''
کہ میں اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہوں۔ یہ 'وہ' کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔ (البقرۃ: ۲-۳)

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ بیان فرماتے ہیں،

''سچائی کے طالب کیلئے اس کا خود راستباز ہونا ضروری ہے ورنہ اس کی جستجو اور تحقیق رائیگاں جائے گی۔ اس بیان کے مطابق سچائی کا حصول محقق کی صحت نیت پر ہے۔ یہ گہری حکمت اس مختصر مگر سادہ بیان سے واضح ہے کہ ھدی للمتقین۔ (ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو)۔ یہی اصول دنیوی امور کی تحقیق پر بھی صادق آتا ہے۔ متعصب ذہن سے کی جانے والی تحقیق اکثر و بیشتر قابل اعتبار نہیں ٹھہرائی جا سکتی.....مندرجہ بالا قرآنی آیات ایک ایسے خدا کا تصور پیش کرتی ہیں جو ہر چیز کے بارہ میں انتہائی صحت وصفائی کے ساتھ پورا علم رکھتا ہے۔ لہٰذا ایسی ہستی کی طرف سے عطا کیا جانے والا علم یقیناً انتہائی کامل اور قابل اعتماد ہو گا۔''

(الہام عقل علم اور سچائی، صفحہ ۲۲۵-۲۲۶)

انسانی عقل کا یہی خاصہ ہے کہ انسان اکثر کامل طور سے غیر جانبدارانہ رنگ میں تحقیق نہیں کر سکتا کیونکہ اس کا نفس اس پر غالب آ جاتا ہے، اور نہ ہی اسے سوائے خدا کے کوئی ایسا منبع علم حاصل ہو سکتا ہے جو کامل اور غیر ناقص ہو۔ اسی وجہ سے ایسے انسان جو راستبازی سے کام لیتے ہیں اور اپنے حصول (دنیوی اور دینی) علم کی کوششوں میں متعصب نہیں ہوتے ان کی کوششیں رائیگاں نہیں جاتیں۔ اور ایسے انسانوں میں بھی وہ انسان جو کمال راستبازی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور کسی قسم کے نفسانی جوشوں کے آگے نہیں جھکتے خدا ان کو پھر اپنی جناب سے علم عطاء کرتا ہے۔ اور وہ لوگ خدا سے الہام پا کر صداقت کو پا لیتے ہیں۔ اور ان میں سب سے اعلیٰ مقام انبیاء علیھم السلام کا ہوتا ہے۔ جو خدا سے الہام پا کر لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں اور ان کو اس کامل وجود کے علم سے حصہ دیتے ہیں جو کہتا ہے کہ الم (انا اللہ اعلم)۔

اللہ کے انہیں انبیاء میں سے ایک نبی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ ، جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں انسانیت کی رہنمائی کے لیے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی میں مبعوث فرمایا، عقل کے ساتھ الہام کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ،

''میں جداً و قطعاً کہتا ہوں کہ الہام کے بغیر مجرد عقل کی پیروی میں صرف ایک نقصان نہیں بلکہ یہ وہ آفت ہے کہ کئی آفات اُس سے پیدا ہوتی ہیں......

خداوند کریم نے جیسا ہر یک چیز کا باہم جوڑ باندھ دیا ہے۔ ایسا ہی الہام اور عقل کا باہم جوڑ مقرر کیا ہے۔ اس حکیم مطلق کا عام طور پر بھی قانون قدرت پایا جاتا ہے۔ کہ جب تک ایک چیز اپنے جوڑ سے الگ ہے تب تک اس کے جوہر چھپے رہتے ہیں۔ بلکہ اکثر اوقات نفع کی جگہ ضرر ہوتا ہے۔ ایسا ہی عقل کا حال ہے کہ علم دین میں اس کے نیک آثار تب مترتب ہوتے ہیں جب وہ جوڑ یعنی الہام اس کے ساتھ شامل ہو جائے۔ ورنہ اپنے جوڑ کے بغیر ڈاین ہو کر ملتی ہے۔ سارا گھر نگلنے کو طیار ہو جاتی ہے۔ سارا شہر سنسان ویران کرنا چاہتی ہے۔ پر جب جوڑ میسر آ گیا تب تو چشم بد دور کیا ہی پاک صورت اور پاک سیرت ہے۔ جس گھر میں رہے مالا مال کر دے۔ جس کے پاس جائے اس کی سب نحوستیں اتار دے۔ تم آپ ہی سوچو کہ جوڑ کے بغیر کوئی چیز اکیلی کس کام کی؟ پھر تم کیوں یہ ادھوری عقل اس قدر ناز سے لئے پھرتے ہو۔ کیا یہ وہی نہیں جو کئی بار دروغ گوئی میں رسوائیاں اٹھا چکی؟ کیا یہ وہی نہیں جس کے سر پر بار بار گرنے سے بڑے بڑے داغ موجود ہیں؟ مجھے بتایئے تو سہی کہ آپ کا جی کس پر بھرما گیا۔ یہ کہاں کی پری آ گئی جس کو دل دے بیٹھے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ اس نے تم سے پہلے کتنوں کا لہو پیا۔ کتنوں کو گمراہی کے کنوئیں میں دھکیل کر مارا۔ تم جیسے کئی یاروں کو کھا چکی۔ صد ہا لاشیں ٹھکانے لگا چکی۔ ......

پھر اس منہ اور اس لیاقت کے ساتھ ربانی الہام سے انکار کرنا اور آپ ہی خدا کا قائم مقام بن بیٹھنا اور حضرات مقدسین انبیاء کو اہل غرض سمجھنا یہ آپ لوگوں کی نیک طینتی ہے۔ اور اس سے دھوکا مت کھانا کہ عقل ایک عمدہ چیز ہے۔ ہم ہر یک تحقیق عقل ہی کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ بلاشبہ عمدہ چیز ہے۔ لیکن اس کا جوہر تب ہی ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنے جوڑ کے ساتھ شامل ہو۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۶۹-۱۷۱ حاشیہ نمبر ۱۱)

ضرورت اس بات کی ہے ہم نہ ہی موجودہ زمانہ کی ترقیات کی چکا چوندھ میں الہام کے منکر بن کر اپنی عقل کو ہی سب سمجھنے والے ہوں اور نہ ہی عقل کو طاق پر رکھ کر کٹر نام نہاد مذہبی لوگوں کی طرح بننے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں الہام اور عقل کے اس جوڑ کو سمجھنے والا بنائے۔ آمین۔

قبولیت دعا کے 7 اصول

اوّل

جس مقصد کے لئے دعا کی جائے وہ نیک ہو۔ایسے نہیں کہ چور چوری کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو وہ بھی قبول کر لی جائے گی۔ خدا کا نام لے کر اور اس کی استعانت طلب کر کے جو دعا کی جائے گی لازماً ایسے ہی کام کے متعلق ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ کی ذات بندہ کے ساتھ شریک ہوسکتی ہو۔ میں نے بہت لوگوں کو دیکھا ہے وہ لوگوں کی تباہی اور بربادی کی دعائیں کرتے ہیں اور پھر شکایت کرتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی بعض لوگوں نے جھوٹا جامہ زہد و انتقاء کا پہن رکھا ہے اور ناجائز امور کے لئے تعویذ دیتے اور دعائیں کرتے ہیں حالانکہ یہ سب دعائیں اور تعویذ عاملوں کے منہ پر مارے جاتے ہیں۔

دوم

دوسرا اصل الحمد للہ رب العالمین میں بتایا ہے یعنی دعا ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے دوسرے بندوں کا بلکہ سب دنیا کا فائدہ ہو یا کم از کم ان کا نقصان نہ ہو اور اس کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی حمد ثابت ہوتی ہے اور اس پر کسی قسم کا الزام نہ آتا ہو۔

سوم

تیسرے یہ کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت کو جنبش دی گئی ہو اور اس دعا کے قبول کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ظاہر ہوتی ہو۔

چھارم

چوتھے یہ کہ اس دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت رحمیت سے بھی ہو یعنی وہ نیکی کی ایک ایسی بنیاد اسلامی عبادات اور مسجد میں ڈالتی ہو جس کا اثر دنیا پر ایک لمبے عرصہ تک رہے اور جس کی وجہ سے نیک اور شریف لوگ متواتر فوائد حاصل کریں۔ یا کم سے کم ان کے راستہ میں کوئی روک نہ پیدا ہوتی ہو۔

پنجم

پانچویں یہ کہ دعا میں اللہ تعالیٰ کی صفت ملک یوم الدین کا بھی خیال رکھا گیا ہو یعنی دعا کرتے وقت ان ظاہری ذرائع کو نظر انداز نہ کر دیا گیا ہو جو صحیح نتائج پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تجویز کئے ہیں کیونکہ وہ سامان بھی اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں اور اس کے بنائے ہوئے طریق کو چھوڑ کر اس سے مدد مانگنا ایک غیر معقول بات ہے۔ گویا جہاں تک وہ موجود ہوں یا ان کا مہیا کرنا دعا کرنے والے کے لئے ممکن ہو ان کا استعمال بھی دعا کے وقت ضروری ہے۔

ششم

چھٹا اصل یہ بتایا ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سے کامل تعلق ہو اور اس سے کامل اخلاص حاصل ہو اور وہ شرک اور مشرکانہ خیالات سے کلی طور پر پاک ہو۔

ہفتم

اور ساتویں بات یہ بتائی ہے کہ وہ خدا کا ہی ہو چکا ہو اور اس کا کامل توکل حاصل ہو اور غیر اللہ سے اس کی نظر بالکل ہٹ جائے اور وہ اس مقام پر پہنچ جائے کہ خواہ کچھ ہو جائے اور کوئی بھی تکلیف ہو مانگوں گا تو خدا تعالیٰ ہی سے مانگوں گا۔

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶،۵)

گوشہ ادب

''مولانا جلال الدین رومی''

مولانا جلال الدین رومی ایران کے سب سے بڑے صوفی شاعر تھے۔ وہ 604 ہجری میں ایران کے شہر بلخ (موجودہ افغانستان) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد بہاؤالدین ولد اپنے زمانے کے بہت بڑے عارفوں اور عالموں میں شمار ہوتے تھے۔
617 ہجری کے قریب جلال الدین نے اپنے والد کے ہمراہ بلخ سے ہجرت کی اور حج بیت اللہ کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں نیشا پور میں انہوں نے صوفی بزرگ شیخ فرید الدین عطار کی زیارت کی جنہوں نے جلال الدین کو اپنے سینے سے لگا کر دعا دی اور اپنی مثنوی " اسرار نامہ " بھی تحفے میں دی۔ اور برملا عطارؒ نے کہا کہ یہ بچہ جلد ہی دنیا کے آتش شوق کو مزید بھڑکائے گا۔ حج بیت اللہ سے مشرف ہونے کے بعد جلال الدین اپنے والد کے ساتھ مختلف شہروں میں قیام کرتے رہے اور بالآخر قونیہ (ترکی) پہنچے۔
628 ہجری میں جب جلال الدین باپ کے سائے سے محروم ہو گئے تو ان کے ایک شاگرد سید برہان الدین کی سرپرستی سے نو سال تک فیض یاب ہوتے رہے۔ اس کے بعد انہوں نے شام اور دمشق وغیرہ مقامات کا سفر اختیار کیا اور علوم وتصوف میں کمال مہارت حاصل کر لی۔ پھر وہ قونیہ لوٹ آئے اور یہیں پر کئی سالوں تک تعلیم و تدریس میں مشغول رہے۔ اسی دوران ایک بہت بڑے صوفی پیر شمس الدین تبریزی سے ان کی ملاقات ہوگئی۔
شمش الدین تبریزی کی ذات میں ایک زبردست کشش، سانس میں گرمی اور بیان میں غیر معمولی تاثیر تھی، ایک شہر سے دوسرے شہر تک راہ پیمائی کر کے درویشوں، عارفوں اور صاحب راز لوگوں سے راہ ورسم پیدا کرنا ان کا شیوہ تھا، اس غرض سے وہ جلال الدین کی تلاش میں قونیہ بھی تشریف لائے تھے۔ چنانچہ ایک ہی نظر میں انہوں نے جلال الدین کے دل میں عشق حقیقی کا شعلہ بھڑکا دیا۔
آخری عمر تک جلال الدین ان کو اپنا روحانی پیشوا اور مرشد مانتے رہے۔ انہوں نے جس ادب اور احترام کے ساتھ اپنے اشعار و اقوال میں شمس تبریزی سے اپنے آپ کو نسبت دی ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی صحبت نے ان کے دل پر کتنا گہرا اثر قائم کیا تھا مولانا جلال الدین رومی ایک مدت تک اس عارف سوختہ کی رفاقت میں اپنی آتش عشق کو شعلہ ور بناتے رہے۔
مولانا رومی نے ان مراحل سے گزرنے کے بعد ایک انتہائی طویل مثنوی تخلیق کی ہے۔ جو ان کے افکار کا گراں بہا ثمرہ ہے۔ یہ مثنوی، مثنوی مولانا روم کے نام سے مشہور ہے اور فارسی زبان میں تصوف کا مکمل ترین دیوان ہے۔ اس میں 26 ہزار اشعار ہیں جو چھ دفتروں میں قلم بند کیے گئے ہیں۔
فارسی زبان میں فردوسی کو داستانی اور رزمیہ شاعری کا استاد مانا جاتا ہے۔ خیام کو حکیمانہ رباعی کا ماہر تسلیم کیا جاتا ہے۔ نظامی کو بزمیہ اور عشقیہ داستان کا استاد کہا جاتا ہے اور حافظ کو عرفانی غزل کا آقا سمجھا جاتا ہے تو مولانا روم کو عرفانی مثنوی میں یکتا تصور کیا جاتا ہے۔
مولانا رومی کی تصانیف میں اس مثنوی کے علاوہ غزلیات کا مجموعہ اور نثر میں ایک کتاب " فیہ مافیہ " شامل ہیں۔ غزلیات کا مجموعہ دیوان شمس تبریزی کے نام سے بھی جمع کیا گیا ہے۔ اس دیوان میں 30 ہزار اشعار ہیں جو ان کے محبوب مرشد شمس تبریزی کے نام منسوب ہیں" فیہ مافیہ " مولانا کے اقوال کا مجموعہ ہے جو عرفان سے متعلق ہیں۔ چند خطوط اور مقالات بھی مولانا کی تصانیف میں شامل ہیں۔ مولانا جلال الدین رومی ترکی کے شہر قونیہ میں دفن ہیں۔ ان کا مزار، ''سبز گنبد'' (Green Dome) کے نام سے مشہور ہے اور لاکھوں سیاحوں اور عقیدت مندوں کی توجہ کا مرکز ہے۔

بنیادی مسائل کے جوابات

(امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے بنیادی مسائل پر مبنی سوالات کے بصیرت افروز جوابات

سوال: قرآن کریم کی حافظہ ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوایا کہ کیا میرے والد صاحب میری اقتداء میں نماز تراویح ادا کر سکتے ہیں؟ اور اگر نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا آغاز کرنا ہو تو کیا پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد دوبارہ سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرۃ کی قراءت شروع کی جائے گی؟ نیز یہ کہ جہری نمازوں میں سورتوں کی قراءت سے قبل بِسمِ اللہ بھی اونچی آواز میں پڑھنی چاہیئے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 25 جولائی 2021ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے نماز باجماعت کی فرضیت صرف مردوں پر عائد فرمائی ہے اور عورتوں کا باجماعت نماز ادا کرنا محض نفلی حیثیت قرار دیا ہے۔اس لئے مردوں کی موجودگی میں کوئی عورت نماز باجماعت میں ان کی امام نہیں بن سکتی۔آنحضور ﷺ اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے کبھی کسی عورت کو مردوں کا امام مقرر نہیں فرمایا۔اسی طرح اس زمانہ کے حکم وعدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب کبھی کسی علالت کی وجہ سے گھر پر نماز ادا فرماتے تو باوجود علالت کے نماز کی امامت خود کراتے۔پس نفل نماز ہو یا فرض، اگر کسی جگہ پر مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو نماز باجماعت کی صورت میں نماز کا امام مرد ہی ہو گا۔

2. نماز کے دوران قرآن کریم کی تلاوت آغاز سے شروع کرتے وقت بھی طریق یہی ہے کہ نماز میں پڑھی جانے والی سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورۃ البقرۃ کی تلاوت شروع کی جائے گی، دوبارہ سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی جائے گی۔البتہ فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ قرآن کریم ختم کرنے کی صورت میں اگر کوئی شخص نماز میں سورۃ الناس کے بعد دوبارہ قرآن کریم کا کچھ ابتدائی حصہ پڑھنا چاہے تو وہ سورۃ فاتحہ سے آغاز کرسکتا ہے اور اس کے بعد سورۃ البقرۃ کا بھی کچھ حصہ پڑھ سکتا ہے، اس میں کچھ حرج کی بات نہیں لیکن ابتداء میں سورۃ فاتحہ کا تکرار بعض فقہاء کے نزدیک موجب سجدہ سہو ہے۔

3. نماز میں سورۃ کی تلاوت شروع کرنے سے قبل بسم اللہ بلند آواز میں پڑھنا یا آہستہ پڑھنا ہر دو طریق درست اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں۔چنانچہ حضرت انس بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ا، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان سب کے پیچھے نماز پڑھی ہے لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی میں نے بسم اللہ بالجہر پڑھتے نہیں سنا۔(صحیح مسلم کتاب الصلاۃ باب حجۃ من قال لا یجھر بالبسملۃ) نعیم بن المجر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرۃ" کی امامت میں نماز پڑھی، انہوں نے بسم اللہ اونچی آواز میں تلاوت کی پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔پھر جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ

عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ پر پہنچے تو انہوں نے آمین کہی تو لوگوں نے بھی آمین کہی۔ جب آپ سجدہ میں جاتے تو اللّٰہُ اَکۡبَر کہتے اور جب دو رکعت پڑھ کر اٹھتے تو اللّٰہُ اَکۡبَر کہتے۔ پھر جب آپ نے سلام پھیرا تو کہا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نماز کے معاملہ میں تم میں سے سب زیادہ آنحضرت اکی نماز سے مشابہ ہوں۔ (یعنی میری نماز حضورم کی نماز سے مشابہ ہے) (سنن نسائی کتاب الافتتاح باب قرأۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت ابو ہریرۃ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ جہر اپڑھا کرتے تھے۔(المستدرک للحاکم کتاب الامامۃ وصلاۃ الجماعۃ باب التامین) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بِسۡمِ اللہ جہراً اور آہستہ پڑھنا ہر دو طرح جائز ہے۔ ہمارے حضرت مولوی عبد الکریم صاحب (اللھم اغفرہ وارحمہ) جو شیلی طبیعت رکھتے تھے۔ بِسۡمِ اللہ جہرا پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب جہراً نہ جہراً نہ پڑھتے تھے۔ ایسا ہی میں بھی آہستہ پڑھتا ہوں۔ صحابہ میں ہر دو قسم کے گروہ ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ کسی طرح کوئی پڑھے اس پر جھگڑا نہ کرو۔ ایسا ہی آمین کا معاملہ ہے ہر دو طرح جائز ہے۔ بعض جگہ یہود اور عیسائیوں کو مسلمانوں کا آمین پڑھنا بُرا لگتا تھا تو صحابہ خوب اونچی پڑھتے تھے۔ مجھے ہر دو طرح مزا آتا ہے۔ کوئی اونچا پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

(بدر نمبر 32 جلد 11، 23 مئی 1912ء صفحہ 3)

حضرت میاں عبد اللہ صاحب سنوری روایت کرتے ہیں۔ میں نے حضرت صاحب کو کبھی رفع یدین کرتے یا آمین بالجہر کہتے نہیں سنا اور نہ کبھی بِسۡمِ اللّٰہِ بالجہر پڑھتے سنا ہے۔ خاکسار (حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ ناقل) عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق عمل وہی تھا جو میاں عبد اللہ صاحب نے بیان کیا لیکن ہم احمدیوں میں حضرت صاحب کے زمانہ میں بھی اور آپ کے بعد بھی یہ طریق عمل رہا ہے کہ ان باتوں میں کوئی ایک دوسرے پر گرفت نہیں کرتا۔ بعض آمین بالجہر کہتے ہیں بعض نہیں کہتے۔ بعض رفع یدین کرتے ہیں اکثر نہیں کرتے۔ بعض بسم اللہ بالجہر پڑھتے ہیں اکثر نہیں پڑھتے اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ دراصل یہ تمام طریق آنحضرت اسے ثابت ہیں مگر جس طریق پر آنحضرت انے کثرت کے ساتھ عمل کیا وہ وہی طریق ہے جس پر خود حضرت صاحب کا عمل تھا۔ (سیرۃ المھدی جلد اول صفحہ 147 148 روایت نمبر 154، مطبوعہ فروری 2008ء)

(قسط نمبر 40 ،الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2022ء صفحہ 11)

سوال: ایک طالبعلم نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ کیا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کے جواب میں فرمایا:

جواب: اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ میں نے انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ۔ اور اپنی پیدائش کا جو حق ہے وہ ادا کرو۔ پہلی بات تو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ایمان بالغیب۔ ایمان بالغیب کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ ، نمازیں قائم کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے نماز قائم کرو، تو دوسری اہم چیز عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد نمازوں کی ادائیگی ہے۔ پھر آنحضرت اللہ اعلم نے فرمایا کہ نماز میں انسان جب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے قریب ہوتا ہے۔ اس لئے سجدہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا قرب عطا کرے۔ جو تم سے مانگتا ہوں وہ دولت تمہیں تو ہو۔ اللہ سے کہو جو دولت میں تجھ سے مانگ رہا ہوں وہ تم ہی

ہو۔ مجھے پیسہ نہیں چاہیئے، مجھے دنیا نہیں چاہیے۔ مجھے تیرا قرب چاہیئے۔ اور جب تیرا قرب مل جائے گا تو دنیا کی دولت بھی میری لونڈی بن جائے گی، میری غلام بن جائے گی اور دنیا کی سہولتیں بھی میری غلام بن جائیں گی۔ اور میری روحانیت بھی بڑھ جائے گی۔ تو پھر سجدہ میں دعا کیا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا قرب عطا کرے۔

(قسط نمبر 24، الفضل انٹرنیشنل 03 دسمبر 2021ء صفحہ 11)

سوال: اردن سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں استفسار بھجوائے کہ کیا نظروں سے اوجھل ہر چیز جن ہوتی ہے اور کیا ابلیس اور فرشتے بھی جن ہو سکتے ہیں؟ کیا احمدی عفریت کے وجود پر یقین رکھتے ہیں؟ ہم نے پڑھا ہے کہ آنے والے مہدی آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے، کیا ہم واقعی آخری زمانہ میں رہ رہے ہیں؟ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی یا حضرت محمد ﷺ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم کھا سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مؤرخہ 10 فروری 2022ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات عطا فرمائے۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: باقی جہاں تک قسم کھانے کا معاملہ ہے تو ایک تو بلاوجہ قسمیں نہیں کھانی چاہئیں۔ اور اگر ضرورت ہو اور قسم کھانے والا حق پر ہو تو وہ صرف خدا تعالیٰ کی قسم کھا سکتا ہے۔ کسی انسان کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے انسان کی قسم کھائے۔ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْأَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوا إِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْلِفُوا بِاللّٰهِ إِلَّا وَأَنْتُمْ صَادِقُونَ (سنن ابی داؤد کتاب الایمان والنذور) یعنی اپنے باپوں اور اپنی ماؤں اور بتوں کی قسم مت کھاؤ۔ بلکہ اللہ کے سوا کسی کی بھی قسم مت کھاؤ اور اللہ کی قسم بھی صرف اس صورت میں کھاؤ جب تم سچے ہو۔

(قسط نمبر 52، الفضل انٹرنیشنل 8 اپریل 2023ء صفحہ 4)

سوال: ایک خاتون نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ”توضیح مرام“ کے حوالہ سے فرشتوں کے چاند، سورج اور ستاروں پر اثر ڈالنے، ان اجسام کے انسانوں پر اثر ڈالنے، اور فرشتوں کے جسمانی طور پر زمین پر اترنے کے بارہ میں حضور انور سے رہنمائی چاہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 22 جولائی 2019ء میں اس کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اس تصنیف لطیف میں فرشتوں کے کواکب پر اثر انداز ہونے، سورج، چاند، ستاروں کے ہماری زمین کے نباتات و جمادات اور حیوانات پر اثر ڈالنے اور فرشتوں کے انسانوں پر روحانی اثرات ہونے کے مضامین کو نہایت لطیف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرشتوں کے سورج، چاند، ستاروں پر اثر انداز ہونے کے آپ کے بیان کردہ مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ ملائکہ ان کواکب پر خدا تعالیٰ کے اذن کے تحت مدبر و منظم ہیں اور ان اجرام فلکی پر ان کی تاثیرات بالذات نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور حکم سے ہوتی ہیں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: اشارات قرآنیہ سے نہایت صفائی سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض وہ نفوس طیبہ جو ملائک سے موسوم ہیں ان کے تعلقات طبقات سماویہ سے الگ الگ ہیں۔ بعض اپنی تاثیرات خاصہ سے ہوا کے چلانے والے اور بعض مینہ کے برسانے والے اور بعض بعض اور تاثیرات کو زمین پر اتارنے والے ہیں۔“ پھر حضور علیہ السلام نے ایک مضمون یہ بیان فرمایا ہے کہ ان اجرام فلکی یعنی سورج، چاند اور ستاروں کا ہماری زمین کے نباتات، جمادات اور حیوانات پر دن رات اثر پڑتا رہتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ چاند کی روشنی سے پھل موٹے ہوتے، سورج کی گرمی

اور تپش سے پھل پکتے اور میٹھے ہوتے اور بعض ہوائیں بکثرت پھل لانے کا موجب ہوتی ہیں۔ اس ضمن میں ایک مضمون حضور علیہ السلام نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جس طرح فرشتے خدا تعالیٰ کے حکم سے اجرام فلکی پر اپنی تاثیرات ڈالتے اور اجرام فلکی کا ہماری زمین کی ظاہری چیزوں پر اثر ہوتا ہے اسی طرح ملائکہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہمارے دل و دماغ پر اپنا روحانی اثر بھی ڈالتے ہیں۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں: ” درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے اور یہ حکمت کاملہ خداوند تعالیٰ زمین کی ہر یک مستعد چیز کو اس کے کمال مطلوب تک پہنچانے کے لئے یہ روحانیات خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ ظاہری خدمات بھی بجالاتے ہیں اور باطنی بھی۔ جیسے ہمارے اجسام اور ہماری تمام ظاہری قوتوں پر آفتاب اور ماہتاب اور دیگر سیاروں کا اثر ہے ایسا ہی ہمارے دل اور دماغ اور ہماری تمام روحانی قوتوں پر یہ سب ملائک ہماری مختلف استعدادوں کے موافق اپنا اپنا اثر ڈال رہے ہیں۔ جہاں تک فرشتوں کے زمین پر اترنے اور انسانوں سے میل جول کرنے کا سوال ہے تو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہیئے کہ قرآن کریم، احادیث نبویہؐ اہل علم اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ فرشتوں کا زمین پر نزول ان کے اصلی وجود کے ساتھ ہرگز نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ انسانوں کی شکل میں متمثل ہو کر اس کے نیک بندوں سے میل جول کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث میں ایسے کئی واقعات کا ذکر موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”یہی نفوس نورانیہ کامل بندوں پر بشکل جسمانی متشکل ہو کر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بشری صورت سے متمثل ہو کر دکھائی دیتے ہیں۔“

(توضیح مرام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 68 تا72)

(قسط نمبر 12، الفضل انٹرنیشنل 2 اپریل 2021ء صفحہ 11)

سوال: ایک خاتون نے اپنی بچی کی قبل از پیدائش وفات پر بعض سوالات حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں بغرض استفسار تحریر کئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 فروری 2020ء میں ان سوالات کے درج ذیل جوابات ارشاد فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب:

جو بچی پیدائش سے پہلے فوت ہوگئی ہے اس کی تصویر گھر میں لگا کر اپنے آپ کو مزید تکلیف دینے والی بات ہے۔ اور ویسے بھی چونکہ وہ بچی پیدا ہونے سے پہلے فوت ہوگئی تھی اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس کی تصویر اتنی صاف نہ ہو اور دوسرے بچوں کو خوفزدہ کرنے کا باعث ہو۔ اس لئے اس بچی کی تصویر گھر میں لگانے اور اپنے پاس رکھنے کی ضرورت نہیں۔ پیدائش سے پہلے فوت ہونے والے بچوں کو عموماً نہ غسل دیا جاتا ہے اور نہ ان کا جنازہ ہوتا ہے لیکن اگر کوئی والدین اپنی دلی تسکین کے لئے ایسا کرلیں تو اس میں حرج بھی کوئی نہیں۔ جہاں تک روزانہ قبرستان جانے کی بات ہے تو اگر آپ بچی کی قبر پر جاکر صبر کرسکتی ہیں اور آپ کے روزانہ قبرستان جانے میں آپ اور باقی گھر والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو کچھ دن روزانہ قبرستان جاکر دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہاں جانے سے آپ کی طبیعت پر برا اثر پڑتا ہو اور صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہو تو پھر روزانہ قبرستان جانے کی بجائے گھر میں ہی رہ کر دعا کریں۔ اور یاد رکھیں کہ یہ بچی دراصل آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک امانت تھی جو اس نے آپ کو اتنے ہی وقت کے لئے عطا فرمائی تھی اور جب یہ وقت ختم ہوا تو اس نے اپنی امانت واپس لے لی۔ لہٰذا اسے اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھ کر آپ کو اس پر صبر کرنا چاہیئے۔

(قسط نمبر 22، الفضل انٹرنیشنل 05 نومبر 2021ء صفحہ 11)

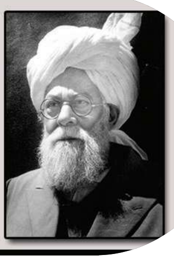

فتاویٰ مصلح موعودؓ

درس قرآن کریم کے بعد دعا

سوال:۔ درس قرآن کریم کے بعد دعا کرنا بدعت تو نہیں؟
جواب:فرمایا۔ ہر روز درس کے بعد دعا کرنا یہ کوئی مسنون طریق نہیں۔ہاں اگر قرآن کریم ختم ہو یا کوئی اور خصوصیت ہو یا کوئی خاص موقع اور ضرورت ہو تو دعا کرنا جائز ہے۔

سوال:۔اس پر ایک صاحب نے عرض کیا۔کیا درس کے بعد ہر روز دعا کرنا گناہ ہے؟

جواب: فرمایا۔جتنی بدعتیں ہوتی ہیں وہ نیکیاں ہی سمجھی جاتی ہیں۔کنچنیاں نچانا بدعت نہیں بلکہ اسلامی عبادات اور مسجد میں بدی ہے مگر بدعت جو ہوتی ہے وہ بدی نہیں ہوتی۔وہ عبادات اور اعمال نیک ہی ہوتے ہیں۔مگر جب ان کو شریعت کا خاص حکم یا عمل قرار دیا جاتا ہے تو وہ گناہ ہو جاتے ہیں۔میرا مطلب یہ ہے کہ جتنی بدعتیں ہیں وہ ثواب ہی کی نیت سے کی جاتی ہیں مگر وہ نیکی نہیں ہوتیں مثلاً خیرات کرنا نیکی ہے لیکن ایسے طریق پر تقسیم کرنا کہ وہ ایک مسئلہ بن جائے اور وہ شریعت کا مسئلہ نہ ہو بدعت ہو جاتا ہے۔جو کام نیکی کی غرض سے کیا جاتا ہے مگر شریعت اس کا حکم نہیں دیتی وہ بدعت ہے۔کھانا وقت مقرر کر کے خاص طریقہ پر کھلانا بدعت ہے مگر دوستوں کی دعوت نہیں۔کیونکہ بدعت وہی ہے جو ثواب کی نیت سے نیکی سمجھ کر کوئی کرتا ہے اور جس کام میں خواہ کوئی دنیاوی فائدہ ہو یا نہ ہو بلکہ یونہی اس کا کرنا لازمی سمجھتا ہے وہ رسم ہے اور رسموں کو بھی اسلام مٹانا چاہتا ہے کیونکہ یہ ایسی قیدیں پیدا کرتی ہیں جو منع ہیں۔

(الفضل ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۲۲ء۔جلد ۱۰ نمبر ۳۲)

غیر احمدی والدین کے لئے دعا مغفرت

سوال:۔ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر غیر احمدی (جسے دعوت پہنچی اور اس نے قبول نہ کیا) والد کے لئے دعائے مغفرت نا جائز ہے تو میں رَبَّنَا اغۡفِرۡ لِی وَلِوَالِدَیَّ چھوڑ دوں؟

جواب:۔حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے جواب لکھا کہ والد میں تو باپ دادا بھی آسکتے ہیں۔نام نہ لیا جائے اور یہ دعا نہ چھوڑی جائے۔

(الفضل ۱۶ / مارچ ۱۹۱۵ء نمبر ۱۱۴)

سوال:۔کیا غیر احمدی متوفی والدین کے لئے نماز میں دعائے مغفرت جائز ہے؟۔

جواب:۔دعا تو جنازہ ہی ہے (اور جنازہ ناجائز) ان کو خدا کے حوالہ کرو۔

(الفضل ۲ / مارچ ۱۹۱۵ ء۔نمبر ۱۱۱)

اسلامی عبادات اور مسجد میں نماز کے بعد دعا

سوال:۔نماز کے بعد امام کا مع مقتدیان دعا کرنا کیسا ہے؟ جواب: - حضرت اقدس علیہ السلام اسے پسند نہیں فرماتے تھے۔

(الفضل ۱۱ فروری ۱۹۱۵ء)

سوال:۔بعد از نماز ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب:۔نماز کے بعد دعا جائز ہے۔ہاں دوام اور التزام نہیں چاہئے۔

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۱۶ء)

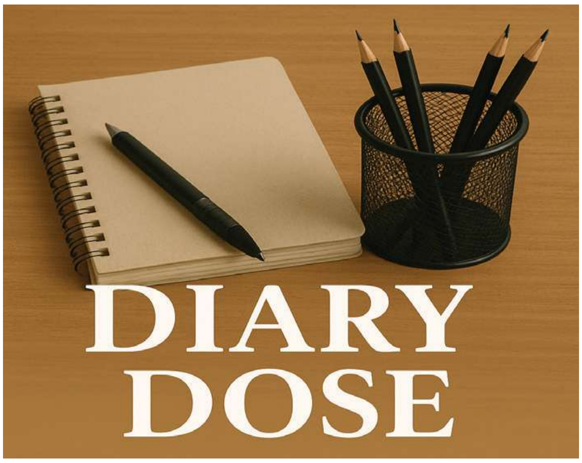

سوال: میرا سوال سورۃ الاعراف آیت 12 کے بارے میں ہے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ ابلیس سب Evil spirits کا سردار ہے جیسے حضرت جبرائیلؑ سب فرشتوں کے سردار ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس دنیا میں Evil spirits کہاں پر ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟ اور ہم ان کے اثرات سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ”ہر بُرا کام شیطان کا کام ہے۔ اور ان برے کاموں کے لیے جو پھونکیں مارتا ہے اور لوگوں کو کہتا ہے اور بھڑکاتا ہے اس کا نام شیطان ہے اور جو ہر نیک کام ہے، روحانی کام ہے وہ جبرئیلؑ اپنے فرشتوں کے ذریعہ سے دنیا میں لوگوں کو بتاتے ہیں یا اپنے باقی کام کرنے والے ساتھیوں کے ذریعہ سے اگر براہ راست نہیں بھی آتے تو۔ اور جو شیطانی کام ہیں۔ برے کام ہیں، گندے کام ہیں ان کے لیے شیطان ہر وقت کانوں میں پھونکیں مارتا رہتا ہے کہ یہ کرو یہ کرو۔ اور پھر ضروری نہیں کہ وہ برے کاموں کو بتائے۔ برے کاموں کو اچھا رنگ دکھاکے، جس طرح حضرت آدمؑ کو بتایا کہ تم جنت میں مستقل رہ جاؤ گے اگر تم یہ پھل کھالو۔ یہ کام کرلو؟ اور انہوں نے اس کے دھوکے میں آکر کرلیا۔ تو بعض دفعہ اچھے کاموں کا بہانہ کر کے شیطان انسان سے برے کام کروادیتا ہے۔ اس لیے ایک تو ہمیشہ ”اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم“ پڑھتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے دھوکے سے، شیطان کے حملوں سے اپنی پناہ میں رکھے پھر ”لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم“ بھی پڑھتے رہنا چاہیے۔ کہ اللہ تعالیٰ میں سب طاقتیں ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے اور ہمیں ہر قسم کے شیطانی حملوں سے بچاکے رکھے تاکہ ایسے گندے خیالات ہی نہ آئیں۔ اور استغفار بھی کرتے رہنا چاہیے۔ ”استغفر اللّٰہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ“ یہ چیزیں پھر شیطان کے حملوں سے بچاتی رہتی ہیں۔“

سوال: آپ کی کیا نصیحت ہے ان بچوں کے لیے جو Mental health اور Depression کا شکار ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: ”کھلی ہوا میں جایا کریں۔ پہلے تو وجہ معلوم کریں۔ ان کے ماں باپ کو ان کے بڑے بہن بھائیوں کو انہیں کسی Psychiatrist کو دکھانا چاہیے۔ کسی Psychiatrist کے پاس لے جائیں اور علاج کروانا چاہیے صحیح طرح۔ اور اس کی جو تکلیف ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور پھر یہ ہے کہ یہ نوٹ کرو کہ کس وقت ایسی صورت زیادہ بنتی ہے۔ دن کے وقت دس، گیارہ بجے بنتی ہے تو پھر اس وقت کھلی ہوا میں باہر جاکر ٹہلیں۔ اور دوسرے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے خود بھی دعا کریں۔ کچھ اپنے اندر بھی willpower ہونی چاہیے determination ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس phase میں سے نکالے۔ تو علاج بھی اور دعا بھی ہو۔ تو ان شاءاللہ ٹھیک ہوجائے گا۔ آج کل ایم ٹی اے پر پروگرام بھی آرہے ہوتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب بتارہے ہوتے ہیں کہ کس طرح دور کی جا سکتی ہے۔ وہ پروگرام دیکھ لو۔ اور میرا خیال ہے اس کی آن لائن ریکارڈنگ چل رہی ہوگی وہاں سے بھی پتا چل جاتا ہے تو وہ دیکھ کر جو ان کے والدین ہیں یا بڑے بہن بھائی ہیں وہ دیکھ لیں اور پھر اس کے مطابق treat کریں۔ لیکن بہرحال یہ بیماری ہے۔ اس بیماری کو seriously اور پوری طرح دیکھنا چاہیے اور treat کرنا چاہیے۔ یہ نہیں کہ کسی Depression والے کا مذاق اڑادیا۔ وہ نہیں کرنا چاہیے اور خود بھی استغفار کرو اور نماز پڑھو تو اللہ تعالیٰ پھر اسے ٹھیک کر دیتا ہے۔“

(This week with huzoor 13 may 2022)

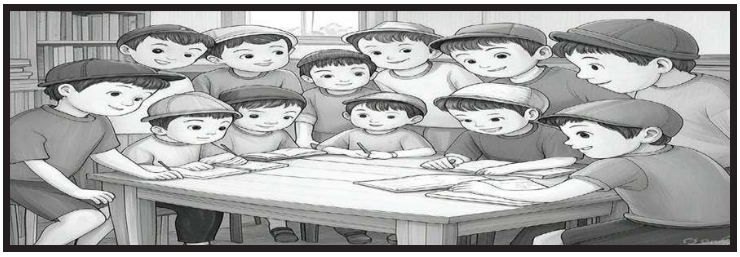

بزم اطفال

امانت دار چڑیا

ایک گاؤں میں علی نام کا ایک بچہ رہتا تھا۔ وہ ذہین اور چست تو تھا مگر کھانے کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی شوقین تھا۔ جب بھی گھر میں کوئی پسندیدہ کھانا بنتا تو وہ جلدی سے اپنی پلیٹ بھر لیتا اور اکثر دوسروں کا حصہ بھی کم ہو جاتا۔ امی اسے سمجھاتیں کہ بیٹا! ہمیشہ اعتدال سے کھانا چاہیے، مگر وہ ہنس کر بات ٹال دیتا۔

ایک دن دوپہر کے وقت اس کی امی نے صحن میں چڑیوں کے لیے دانے بکھیر دیے۔ تھوڑی دیر بعد ایک ننھی سی چڑیا آئی۔ اس نے چونچ میں صرف ایک دانہ لیا اور اُڑ گئی۔ علی یہ منظر دیکھ کر حیران ہوا۔ کچھ ہی لمحوں بعد وہی چڑیا دوبارہ آئی اور پھر صرف ایک دانہ لے گئی۔ ایسا کئی بار ہوا۔

علی کو تجسس ہوا، وہ آہستہ آہستہ اس کے پیچھے گیا۔ قریب کے درخت پر اس نے دیکھا کہ چڑیا کے گھونسلے میں ننھے ننھے بچے تھے جو بھوک سے منہ کھولے بیٹھے تھے۔ چڑیا ہر بار ایک دانہ لا کر اپنے بچوں کو کھلاتی اور خود بہت تھوڑا کھاتی تھی۔ وہ نہ لالچ کرتی تھی اور نہ ہی ایک ساتھ سب کچھ لے جاتی تھی۔

یہ منظر دیکھ کر علی کے دل میں ایک عجیب سی نرمی پیدا ہوئی۔ اسے اپنی عادت یاد آئی کہ وہ ضرورت سے زیادہ کھا لیتا ہے۔ اس نے سوچا، ”یہ چھوٹی سی چڑیا بھی دوسروں کا خیال رکھتی ہے، اور میں انسان ہو کر صرف اپنا سوچتا ہوں!“

اسی دن سے علی نے عہد کیا کہ وہ کبھی زیادہ نہیں کھائے گا اور ہمیشہ دوسروں کا خیال رکھے گا۔ اب جب بھی کھانا آتا، وہ پہلے بہن بھائیوں کو دیتا، پھر خود مناسب مقدار میں کھاتا۔ کچھ ہی دنوں میں سب نے محسوس کیا کہ علی زیادہ خوش مزاج، ہلکا پھلکا اور تندرست رہنے لگا۔ اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ:

- ضرورت سے زیادہ کھانا صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔
- دوسروں کا خیال رکھنا ہمیں بہتر انسان بناتا ہے۔
- اعتدال اور سادگی ہی اچھی صحت اور خوشی کا راز ہیں۔

Muhammad (sa): The Great Exemplar

'The Conquest of Makkah'

Summary of the Friday Sermon delivered by Hazrat Khalifatul Masih V(aba) on 11th July 2025 at Masjid Mubarak, Islamabad, Tilford, UK

After reciting Tashahhud, Ta'awwuz and Surah al-Fatihah, His Holiness, Hazrat Mirza Masroor Ahmad(aba) continued mentioning incidents related to the Conquest of Makkah.

Incident of the Keys to the Ka'bah

His Holiness(aba) said that at the time of the Conquest of Makkah, the keys to the Ka'bah were in the possession of Uthman bin Talhah. Hazrat Ali(ra) requested that he be given the keys to the Ka'bah; however, the Holy Prophet(sa), upon emerging from the Ka'bah, returned the keys of the Ka'bah to Uthman bin Talhah(ra), who by that point had accepted Islam.

His Holiness(aba) said that once, before his migration, the Holy Prophet(sa) had asked Uthman bin Talhah for the keys to the Ka'bah, and in response, Uthman used foul language against the Holy Prophet(sa). At that instance, the Holy Prophet(sa) told Uthman to remember that one day, the keys to the Ka'bah would inevitably fall into his possession and he would give the keys to whomever he pleased. Uthman replied that if such a time did come, it would be a day of humiliation for the Quraish. The Holy Prophet(sa) said that, on the contrary, it would be a day of honour.

His Holiness(aba) said that the Holy Prophet(sa) remembered all of these things and the ways in which he was treated and dealt with. However, in response, the Holy Prophet(sa) displayed mercy and kindness. On the day of the Conquest of Makkah, Uthman would also have remembered that instance, yet the Holy Prophet(sa) said that he should take the keys and that they would remain in the possession of his family. To this day, the keys of the Ka'bah remain in the possession of Uthman bin Talhah's(ra) lineage.

The Sanctity of Makkah

His Holiness(aba) said that on the second day of the Conquest of Makkah, the Banu Khuza'ah killed a man from the Banu Hudhail. The Holy Prophet(sa) addressed the people and said that God had made Makkah

sacred since he created the heavens and earth, the sun and the moon, and the mountains Safa and Marwah. It was not made sacred by people; rather, it was made sacred by God, and it would remain so until the Day of Judgement. Hence, it was not lawful for anyone to shed blood within it or cut down its vegetation. These things were not lawful for anyone before, nor after the Holy Prophet(sa). It was made lawful for the Holy Prophet(sa) only for a specific portion of a certain day. The Holy Prophet(sa) then addressed the Banu Khuza'ah, saying that they must not kill anyone. For the man they had already killed, the Holy Prophet(sa) said he would offer the blood money of a hundred camels himself. Thereafter, the Holy Prophet(sa) said that if anyone killed someone, the deceased's loved ones could demand blood money or equal retribution.

His Holiness(aba) said that it was during those days that Fudalah bin Umair's plot to assassinate the Holy Prophet(sa) was exposed. He was among the crowd when the Holy Prophet(sa) was circling the Ka'bah, and he had planned to attack the Holy Prophet(sa) with his dagger. As Fudalah drew near, the Holy Prophet(sa) saw him and he asked him what he was thinking about. Fudalah lied and said that he was remembering God. The Holy Prophet(sa) smiled and told him to seek forgiveness from Allah, because he knew he was lying. He then approached Fudalah and placed his hand on his chest. Fudalah himself states that when the Holy Prophet(sa) removed his hand from his chest, by that time there was no one more beloved to him in the world than the Holy Prophet(sa), and he abandoned his original plan.

Hazrat Abu Bakr's(ra) Father Accepts Islam

His Holiness(aba) said that it was also in those days that Hazrat Abu Bakr's(ra) father accepted Islam. When the Holy Prophet(sa) entered the Sacred Mosque, Hazrat Abu Bakr(ra) brought his father to the Holy Prophet(sa). Upon seeing him, the Holy Prophet(sa) asked Hazrat Abu Bakr(ra) why he had brought such an elderly person there, when he could have gone to him. Hazrat Abu Bakr(ra) said that he felt it was more appropriate that he be brought to the Holy Prophet(sa). Then, the Holy Prophet(sa) placed his hand upon Hazrat Abu Bakr's(ra) father's chest and invited him to Islam, upon which he accepted.

The Victor of Makkah's Love for Simplicity

His Holiness(aba) said that on the day of the Conquest of Makkah, the Holy Prophet(sa) asked Hazrat Umm Hani(ra) if she had anything to eat at home. She replied that she had some dry bread and nothing else, but she

was ashamed to present that to the Holy Prophet(sa). However, the Holy Prophet(sa) said that it would suffice and asked for it to be brought. When she brought the dried bread, the Holy Prophet(sa) asked if she had any sort of stew, to which Hazrat Umm Hani(ra) replied that she only had vinegar. The Holy Prophet(sa) asked for the vinegar to also be brought, and he poured it over the bread. He ate it and thanked God, saying that vinegar is the best stew or sauce. This was the conduct of the Victor of Makkah, who could have had anything he wanted, yet he chose the simple meal of dried bread and vinegar.

The Holy Prophet's (sa) Expression of Love in Makkah

His Holiness(aba) said that there were many instances and expressions of love and devotion on the occasion of the Conquest of Makkah. For example, it is recorded that the Holy Prophet(sa) kissed the Black Stone, circled the Ka'bah, then went atop Mount Safa where he remembered God and prayed to Him. The Ansar of Madinah (natives of Madinah) were below the Holy Prophet(sa) while he was on the mountain, and they followed suit in remembering Allah. Having seen the immense mercy and kindness the Holy Prophet(sa) had shown to the Makkans, there were whispers among the Ansar as to whether the Holy Prophet(sa) would now remain among his family and kinsfolk. Thinking of the potential separation from the Holy Prophet(sa), the Ansar became very sad. During this time, the Holy Prophet(sa) received a revelation, after which he asked the Ansar if they were worried that he would be overcome by his love for Makkah. The Ansar replied that this was what they had been wondering. The Holy Prophet(sa) said that he had migrated to Madinah for the sake of Allah, and that his life and death were now with them. The Ansar started crying profusely and said that they had only wondered this out of their extreme love and devotion for the Holy Prophet(sa). The Holy Prophet(sa) said that Allah and His Messenger (sa) attested to this and accepted their excuse.

His Holiness(aba) said that as the Holy Prophet(sa) was walking and the companions were following him, Abu Sufyan saw them and said that he wished he could assemble an army and fight with them again. He was thinking this quietly and hadn't said anything out loud; however, the Holy Prophet(sa) approached him, put his hand on his chest and said that if he did so again, then Allah would humiliate him again. Afterwards, Abu Sufyan regretted having this thought.

His Holiness(aba) said that when it came time for prayer, the Holy Prophet(sa) instructed Hazrat Bilal(ra)

to climb atop the Ka'bah and deliver the call for prayer. It is recorded that on that day, the Holy Prophet(sa) offered all his prayers while only having performed ablution once in the day.

Hind and Others of the Quraish Accept Islam

His Holiness(aba) said that on that day, the Holy Prophet(sa) renewed the pledge of allegiance. All people came to the Holy Prophet(sa) and pledged that there is no god except Allah and that Muhammad(sa) is His Messenger, and that they would always show obedience to Allah and His Messenger (sa). First, the Holy Prophet(sa) took the pledge of allegiance from the men, after which he took the pledge of allegiance from the women. When the Holy Prophet(sa) was taking the pledge from women and said that they must pledge not to steal, Hind, wife of Abu Sufyan, spoke up and said that she would sometimes take from the wealth of Abu Sufyan. Abu Sufyan was nearby and said that anything she had taken to that point was forgiven and lawful for him. The Holy Prophet(sa) inquired if she was Hind, as at that time she had veiled her face. She replied that it was indeed her, and requested the Holy Prophet(sa) to forgive all that she had done before that point. The Holy Prophet(sa) said that she and the women should pledge not to commit any indecency, and not to kill their progeny. Hind replied that she had raised her progeny, who was then killed by them at the Battle of Badr. Upon this, the Holy Prophet(sa) and Hazrat Umar(ra) laughed. Then, the Holy Prophet(sa) said she must pledge not to level any false allegations, and not to disobey the commandments of the Holy Prophet(sa). After the pledge of allegiance, Hind, who had a quick tongue, said that now she had become a Muslim, the Holy Prophet(sa) could not kill her. The Holy Prophet(sa) laughed and said that indeed it was true. That day, such a change was brought about in the people, that even someone like Hind attested that there was only One God.

His Holiness(aba) said that one person who had come to the Holy Prophet(sa) to pledge allegiance was so awestruck by the Holy Prophet(sa) that he was shaking. The Holy Prophet(sa) told him not to be scared, saying that he was not a king; rather, he was the son of a woman who ate dried meat in Makkah.

Rebuttal of Allegation Regarding Individuals Ordered to Be Killed

His Holiness(aba) said that there are certain narrations which relate that during the Conquest of Makakh, there were certain people whose execution was ordered by the Holy Prophet(sa). However, an analysis of such narrations, and the conduct and character of the Holy Prophet(sa) negate the possibility

of any such action being taken by the Holy Prophet(sa).

His Holiness(aba) quoted Hazrat Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad(ra), the Second Caliph, who said that there were 11 people who had committed such crimes that warranted execution for their war crimes. However, despite this, the majority of these people were forgiven by the Holy Prophet(sa) upon the recommendation of other Muslims. This echoes the view of the Promised Messiah, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad(as) as well.

His Holiness(aba) said that some historians are mistaken in the views that they present in this regard, as some of them say that the Holy Prophet(sa) ordered the execution of such people who wrote poetry against him. However, this could never have been the case as the Holy Prophet(sa) never took personal retribution. What's more, the Holy Prophet(sa) forgave such people during the Conquest of Makkah who had done much worse. Even the Jewish woman who had presented the Holy Prophet(sa) with poisoned meat was forgiven by the Holy Prophet(sa). Hence, there is no sense in saying that the Holy Prophet(sa) would order the execution of those who spoke against the Holy Prophet(sa). As the Promised Messiah(as) has explained, only a couple of people were handed the punishment of execution and that too solely as lawful retribution for murders they had committed, a punishment which was established by God Himself.

His Holiness(aba) said that he would continue mentioning these incidents in the future.

Appeal for Prayers

His Holiness(aba) made an appeal for prayers for the state of the world. Everyone must continue praying for the world. His Holiness(aba) said that as he has reminded many times before, people should gather rations for at least a few months. In fact, even some governments have started telling their citizens to do the same. May Allah have mercy on the world and save it from the dreadful conditions of war.

Funeral Prayers

His Holiness(aba) said that he would lead the funeral prayers of the following deceased members:

Amatul Naseer Nighat

Amatul Naseer Nighat wife of Raja Abdul Malik. She was the granddaughter of Hazrat Mirza Bashir Ahmad(ra) and the daughter of Colonel Mirza Daud Ahmad. She lived for many years in the United States, where she served the Ahmadiyya Muslim Women's Auxiliary Organisation for about ten years. She was regular in giving alms and charity. She helped the poor, even helping some build their homes. She was very hospitable and caring. She prayed a great deal and with great fervour. She

would often recite the poetic couplets written by the Promised Messiah(as). She was very kind to her neighbours and her relatives. His Holiness(aba) prayed that may Allah grant her forgiveness and mercy.

Al Haj Yaqoub Ahmad bin Abu Bakr

Al Haj Yaqoub Ahmad bin Abu Bakr former headmaster of the Ahmadiyya Senior High School who recently passed away in a car accident. He is survived by two wives, four children, his mother and brother. He dedicated his life for the service of Islam Ahmadiyyat. He was sent by the Community to study business administration and was later offered a job by the government, but he turned them down to instead serve the Community. He also served as the National Secretary for Outreach. He was a scholarly person and was part of various academic committees, councils and boards. He is remembered as a principled and great leader. He always attributed all of his success to remaining attached with the Community and Khilafat. He possessed many virtuous qualities. Not only was he a great leader, but he was also very humble. His Holiness(aba) said that he was very close with him during his time in Ghana and they were great friends. Whenever His Holiness(aba) needed someone he could trust to do something, he would go to him as he was very trustworthy. He was extremely loyal to Khilafat. He left a legacy of worship and obedience for his family. His Holiness(aba) prayed that may Allah grant him forgiveness and mercy and enable his children to follow the legacy of his virtues and loyalty.

Summary prepared by The Review of Religions

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔"
(کلام امام الزمان)

O.A. Nizamutheen Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

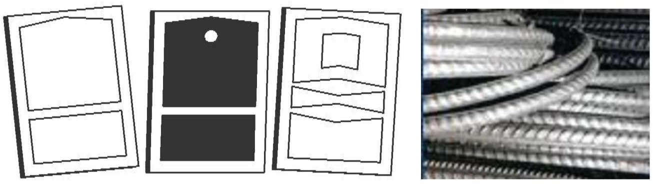

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex, #51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram, Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

The Physical Wisdom Behind Fasting in the Blessed Month of Ramadan

Shamsuzzuha Sarkaar Murabbi Silsila

Every year, when the moon of Ramadan is sighted and the first night of Tarawih settles over our masājid, something shifts within the believing heart. The routines of life rearrange themselves. Mealtimes change. Sleep changes. Priorities change. But perhaps most beautifully, our spirit and our own bodies change.

Fasting is not a cultural habit or a seasonal detox trend. It is an act of worship ordained by Allah Himself:

"O you who have believed, decreed upon you is fasting as it was decreed upon those before you that you may become righteous (muttaqūn)."

(Qur'an 2:184)

The purpose is clear: taqwa. A heart more conscious of Allah. A soul more disciplined. A servant more sincere.

Yet Allah also says:

"And to fast is better for you, if you only knew."

(Qur'an 2:185)

For centuries, scholars reflected on this phrase — if you only knew. Knew what? The spiritual secrets? The hidden rewards? The unseen blessings?

Today, alongside the spiritual treasures of fasting, we are also discovering its profound physical wisdom.

The Messenger of Allah said in a Hadith Qudsi:

"Every deed of the son of Adam is for him except fasting; it is for Me, and I shall reward for it."

(Sahih al-Bukhari 1904; Sahih Muslim 1151)

And in another narration:

"Fast and you will be healthy."

(Reported by al-Tabarani)

While we fast seeking Allah's pleasure—not medical outcomes—it is striking how modern research increasingly affirms that this act of ʿibādah benefits the human body in remarkable ways.

When the Body Learns Restraint

In our daily lives outside Ramadan, many of us rarely experience real hunger. We snack between meals, sip sweetened drinks, and eat late into the

night. The body remains in a near-constant state of digestion.

Ramadan interrupts that cycle.

After several hours without food, the body begins to use up stored glucose. Once those stores decline, it turns to fat for energy. This shift is not harmful for healthy individuals; in fact, research on intermittent fasting shows that it can improve insulin sensitivity and support healthier blood sugar control (Trepanowski & Bloomer, 2010; Patterson & Sears, 2017).

In simple terms, fasting gives the body a break from constant insulin spikes. It allows our internal systems to reset.

For those living in an age where diabetes and metabolic disorders are increasingly common, this daily metabolic pause can be deeply beneficial—provided that iftar is observed with moderation and not excess.

Ramadan teaches the soul discipline. It also teaches the body balance.

A Quiet Cleansing Within

In recent years, scientists have studied a fascinating process called autophagy—the body's natural way of clearing out damaged cells and recycling cellular components. In 2016, this process gained global attention when Yoshinori Ohsumi was awarded the Nobel Prize for his work in uncovering its mechanisms.

One of the strongest triggers for autophagy? Fasting.

When the body is not constantly processing new nutrients, it turns inward. It begins repair work. Damaged cells are broken down and recycled. Inflammation may decrease. Cellular efficiency may improve.

SubhānAllah—what our dīn prescribed centuries ago is now being explored in laboratories.

We do not fast because of autophagy. But it is humbling to see how divine guidance contains layers of wisdom that unfold across generations.

The Heart and the Month of Mercy

Ramadan is often described as the month in which hearts soften. But even the physical heart may benefit.

Several studies examining Ramadan fasting have found improvements in cholesterol profiles—reductions in LDL (often called "bad" cholesterol) and triglycerides, alongside increases in HDL ("good" cholesterol). Weight often decreases modestly during the month, particularly fat mass, when meals remain balanced.

Lower inflammation and improved lipid levels are both associated with better cardiovascular health (Farooq et al., 2015).

Of course, these benefits are not automatic. If iftar becomes a nightly feast of deep-fried and heavily processed foods, the physical wisdom

of fasting may be undermined. The Qur'an's guidance remains timeless:

"Eat and drink, but do not be excessive."

(Qur'an 7:31)

Moderation is part of worship.

Rest for a Tired Digestive System

Outside Ramadan, our digestive system rarely rests. The stomach, liver, pancreas, and intestines work continuously. In Ramadan, however, they are given several hours each day without intake.

Many people notice reduced bloating, improved digestion, or a greater awareness of portion sizes. Even the first sip of water at Maghrib tastes different. Gratitude slows us down. We eat more mindfully.

This mindful eating itself carries benefits. Slower eating improves satiety signals and digestion. Ramadan gently retrains habits that may have grown careless over the year.

Hormones, Healing, and Fat Metabolism

Fasting also influences hormonal patterns. Insulin decreases. Fat-burning mechanisms increase. Some research suggests that fasting can raise levels of human growth hormone (HGH), which plays a role in muscle maintenance and fat metabolism

(Ho et al., 1988).

When the body uses fat as fuel, visceral fat—the type stored around internal organs and linked to metabolic disease—may decrease. This shift, even if modest, supports long-term health.

Again, the condition is balance. The sunnah of the Prophet was simplicity: dates, water, moderate portions. Physical benefit accompanies prophetic moderation.

The Mind–Body Connection

It would be incomplete to speak of physical health without acknowledging the emotional and spiritual atmosphere of Ramadan.

During this month, believers increase Qur'an recitation, nightly prayer, and dhikr. Many detach—at least partially—from worldly distractions. Hearts settle. Priorities realign.

Reduced stress is not merely a feeling; it has measurable physiological effects. Lower cortisol levels support immune function, cardiovascular health, and overall well-being.

Ramadan heals more than hunger. It recalibrates the entire human being.

Beyond the Laboratory

It is important to remember that fasting was never revealed as a medical prescription. It was revealed as an act of obedience, humility, and spiritual refinement.

Yet the harmony between revelation and human biology is striking. Improvements in insulin sensitivity, cholesterol levels, inflammation markers, and cellular repair mechanisms

all point to a deeper wisdom embedded within this pillar of Islam.

When Allah says, “And to fast is better for you, if you only knew,” perhaps part of that knowledge is now unfolding before us.

Still, the greatest reward of fasting is not improved metabolism or reduced cholesterol. It is nearness to Allah.

The hunger we endure softens our hearts. The thirst we tolerate strengthens our discipline. The restraint we practice during the day carries into our character at night.

And in that beautiful intersection—where obedience nourishes both soul and body—we witness the mercy of divine legislation.

May this Ramadan bring purification to our hearts, renewal to our bodies, and acceptance from the One for whom we fast.

References

The Noble Qur’an (;184–2:183 7:31).

Sahih al-Bukhari, Hadith 1904.

Sahih Muslim, Hadith 1151.

Trepanowski, J. F., & Bloomer, R. J. (2010). The impact of religious fasting on human health. Nutrition Journal.

Patterson, R. E., & Sears, D. D. (2017). Metabolic effects of intermittent fasting. Annual Review of Nutrition.

Ho, K. Y., et al. (1988). Fasting enhances growth hormone secretion. Journal of Clinical Investigation.

Farooq, A., et al. (2015). Ramadan fasting and inflammatory markers. Journal of Nutrition and Metabolism.

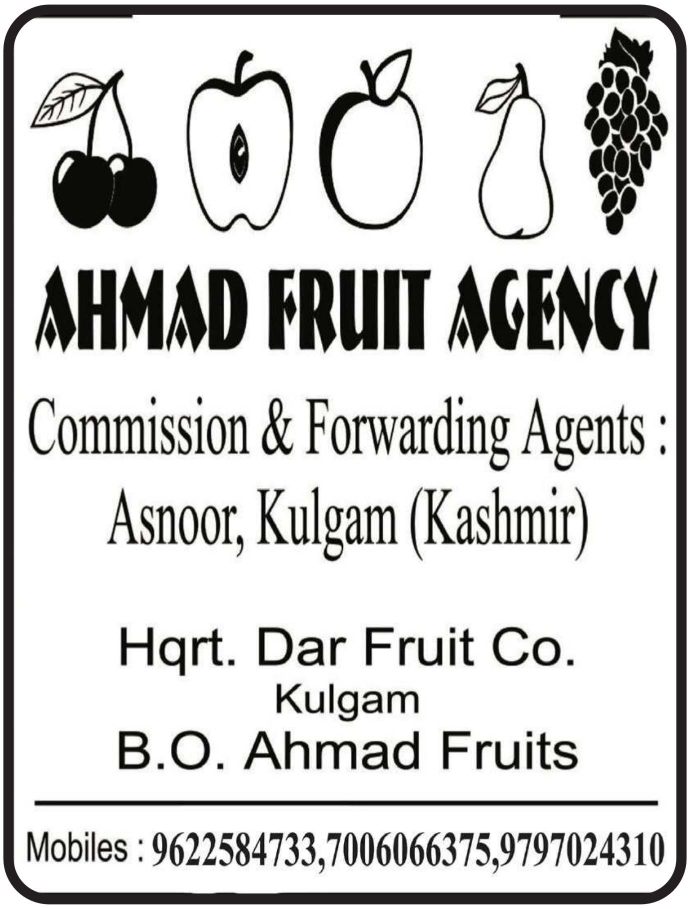

Putting Out the Neighbour's Fire. Why Escalating Global Tensions Matter to Us

In a time of rising global tensions and growing disputes between nations, the need for responsible leadership and multilateral efforts to avert wider conflict has never been more important.

So far, this year has witnessed no change in the world's relentless drift towards global instability—except for the worse.

Earlier this month, on 4 February, the New START Treaty—the last remaining framework limiting strategic nuclear weapons between the United States and Russia—came to an end. Even more alarming, on Saturday, 28 February, the US and Israel launched coordinated military attacks on Iran, prompting immediate retaliatory strikes from Tehran.

The exchange has since set off a dramatic turn of events, pushing the region—and potentially the whole world—to the brink of a global conflict. This underscores the need for other nations to take steps to prevent further escalation and pursue a diplomatic resolution.

Why peace abroad matters

Many think that working for peace in another country is like watering the neighbour's plants—something noble perhaps, but unnecessary and unrelated to one's own security and interests. After all, why should we worry about conflicts elsewhere when we have enough problems at home?

In today's interconnected world, this thinking is deeply flawed. Conflict and injustice do not remain confined within national borders. A war in one part of the world quickly affects others through rising fuel prices, economic instability, refugee movements, food insecurity, climate stress, and global political uncertainty.

For a country like India—deeply integrated into global trade, diplomacy, and security—peace elsewhere is not optional; it is essential. The worsening international climate is more than enough for us to recognise the urgency of acting decisively in safeguarding regional and global stability.

For the past decade, the world has been edging dangerously close to catastrophe. One widely referenced scientific assessment (Doomsday Clock) now places humanity just seconds away from symbolic midnight, closer than

ever before in its history. Such warnings are not rhetorical devices; they reflect accumulated risks arising from nuclear weapons, geopolitical instability, and the steady erosion of global restraint mechanisms.

The recent escalations have further exacerbated the situation, placing the world in one of its most dangerous phases since the Cold War. On one hand, the gradual dismantling of nuclear arms control agreements between major powers has significantly increased the risk of a catastrophic conflict. With the expiry of the New START Treaty, the world has entered an era in which there are no legally binding constraints on the two largest nuclear arsenals. Coupled with this is the continued irresponsibility of major powers in resorting to military confrontation rather than pursuing diplomatic solutions—an approach that is steadily disturbing the fragile balance of global security.

The unthinkable reality

Collectively, these trends indicate that a wider global conflict could, in all probability, escalate into a nuclear confrontation.

Nuclear war is fundamentally different from conventional warfare. Its consequences are not limited to destroyed cities or immediate casualties. Radiation contaminates land, water, and air, rendering vast areas uninhabitable. Agricultural systems collapse, food chains are disrupted, and long-term health crises emerge. Even regions far from the conflict zones suffer through environmental damage, economic shockwaves, and global instability.

The most disturbing consequence lies in what nuclear war does to the future of humanity. Radiation exposure damages genetic material, increasing the likelihood of severe physical and developmental impairments in children born long after the conflict has ended. If humanity fails to act with justice and restraint, the most tragic price will be paid not by today's leaders, but by innocent lives yet to be born. Future generations will be born disabled—not because of fate, but because of human irresponsibility.

For India, a country with a young population and a strong focus on development, these realities should be deeply concerning. Any global nuclear conflict would directly affect India's economy, food security, climate patterns, and public health systems. Global recession, shortages of essential resources, and rising health burdens would disproportionately impact developing nations, even if they are not directly involved in the conflict.

There is also a moral dimension to this crisis. Scientific advancement without ethical responsibility becomes a threat rather than a benefit. Weapons created in the name of national security

now endanger the survival of civilisation itself. History shows that meaningful progress in arms control has often come when leaders were forced to confront the human cost of nuclear war—not just its strategic implications.

Before it's too late

Historically, India has advocated dialogue, restraint, and multilateral cooperation in global affairs. In the present global climate, these principles are not idealistic positions but urgent necessities. Preventing a nuclear catastrophe requires fairness in international relations, sincere dialogue among rival powers, and a willingness to place humanity above narrow national interests. In an interconnected world, putting out the neighbour's fire is not an act of charity—it is an act of self-preservation.

Peace is not sustained through fear, but through justice, trust, and moral clarity. If the present generation fails to act responsibly, future generations will not judge us by our technological progress or political power, but by the disabled lives we leave behind as our legacy. The warning signs are unmistakable. The choice before the world—and India as a responsible global voice—is to act wisely now, before the path to destruction becomes impossible to reverse.

https://lightofislam.in/putting-out-the-neighbours-fire-why-escalating-global-tensions-matter-to-us/

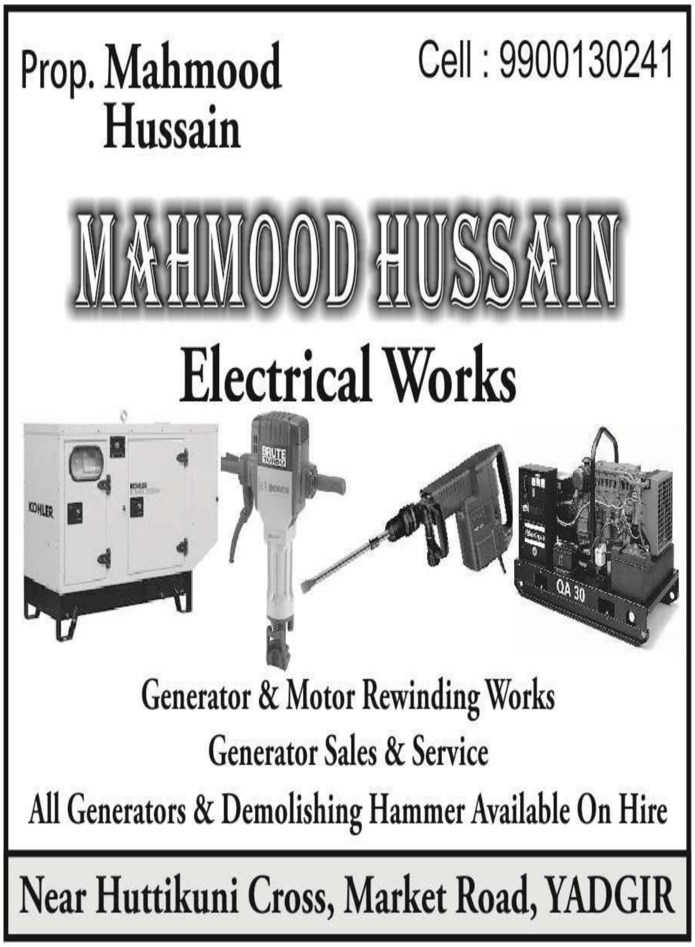

science Corner

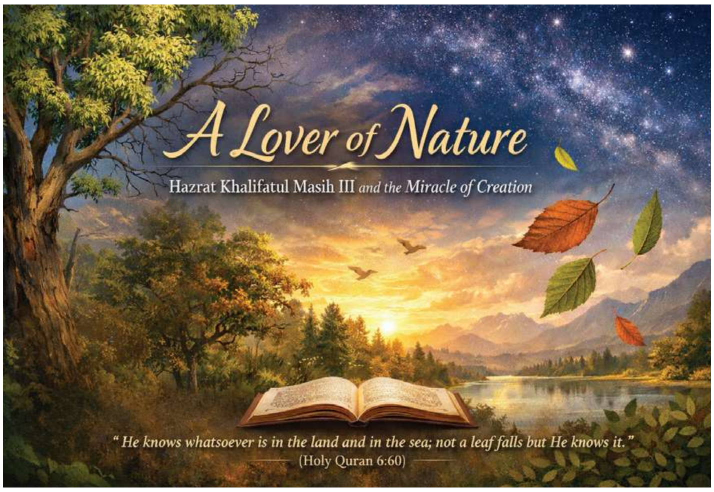

BA Rafiq sahib narrates about Hazrat khalifatul Masih the third:

Hazrat Khalifatul Masih III has always been impressed by the wonders of nature and studies nature with earnest devotion. He says that he studies nature because its study is evidence of the truth contained in the Holy Quran.

He recalls that during the time of the Musleh Mauood, the Promised Son and Khalifatul Masih II, some members had been ex-communicated and a member of the community came to see Huzur. He expressed his surprise that such members existed in our community. Huzur stated that he took this member to a nearby eucalyptus tree. The tree had some withered branches, yet it was evergreen. Huzur asked this gentleman whether these branches showed signs of life or death. The gentleman admitted that he then understood this philosophy. Huzur adds that every living tree has certain dead wood but in essence a tree is judged by the strength of its roots.

There are similar members in the community; although admittedly they number but a few, they are nonetheless there.

They resemble the deadwood. But the roots of the tree on which the community now grows are strong and as such the dead branches fall off naturally.

Another evidence of his love for nature is that he once said that when he read in the Holy Quran:

"He knows whatsoever is in the land and in the sea; not a leaf falls but He knows it". (6: 60)

Huzur decided to be a witness to this act of God. He adds: "I went to the garden and selected certain leaves on a tree. Some were very green while others had turned ochrered and were about to fall. I observed these leaves daily but I was very surprised to note that during the night some green leaves had fallen while the withered leaves still remained affixed to the tree. This observation created a firm belief in my heart of the truth of the Holy Quran because it would have been logical if the withered leaf were to fall but the contrary took place. This fact upheld the claim that whatever takes place on this earth, does so according to a divine deoree!"

(Source: A glimpse into the Life of Hazrat Khalifatul Masih Ill Pg:20)

HEALTH & FITNESS CORNER

BA Rafiq sahib narrates about Hazrat khalifatul Masih the third:

Huzur himself eats very little. During an audience he once remarked that the people eat much more than what they really need. As a result, not only does the whole nation suffer from food shortage but the people themselves ruin their health. A secret of good health is to eat less.

Huzur once said that a doctor examined him 'and as a remedy prescribed that in the morning he should limit himself to a roti of two chattanks'. (A roti is Indian bread rolled flat and about the size of a half-plate; a chattank is an Indian measure of about 2 ounces). 'I assigned someone this duty of making a roti from two chattanks of flour but the next morning was surprised to be served with four rotis instead of the customary two I have'.

'Our household has a tendency to eat less. This is porobably because the Promised Messiah fasted continuously for six months. This continuous decrease in eating less and less

everyday had reached a stage when the food he had was a mere token and it is the effect of this which manifests itself in the rest of the household', said Huzur.

He has also observed that Arab horses eat less than other breeds of horses yet they are more energetic than other breeds.

(Source: A glimpse into the Life of Hazrat Khalifatul Masih Ill Pg:20)

The belief that diet affects health is much older than any records we have today. However, like many fields of science, the earliest detailed explanations come from Ancient Greece.

Hippocrates, among the first doctors to argue that illnesses had natural causes rather than supernatural ones, noticed a strong link between overeating and disease. He observed that people who were overweight often faced more health problems and generally had shorter lifespans compared to those who were slimmer. These observations were carefully recorded on papyrus.

https://www.bbc.com/future/article/20170601-the-secret-to-a-long-and-healthy-life-eat-less

REPORTS
From across India

ملکی رپورٹس

Commited to Serve - From the heart of Qadian, a gift of life

In the blessed streets of Qadian, Mka Qadian organized a Mega Free Medical Camp & #blooddonation Drive in collaboration with Sarabsukh Hospital. Over 60 donors stepped forward to give the gift of life!

Grill Your Doubts, Ignite Your Faith: Khuddam Discussion Open Forum at Payangadi

The second edition of "Grill Your Doubts, Ignite Your Faith", organised by Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Karnataka and Kerala on 1–2 February 2026 in Payangadi, brought together around 30–35 Khuddam for a spiritually uplifting and intellectually engaging forum. Beginning with Tahajjud prayers and featuring discussions on faith, the existence of God, the truth of Islam, and the significance of Barahin-e-Ahmadiyya, the programme inspired participants to deepen their knowledge and conviction. A special virtual address by the Sadr Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat, along with sports activities and a refreshing beach gathering, strengthened brotherhood and made the event both meaningful and memorable.

"Bonfire Program with Sadr Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat - 2"

A wonderful day at Atfal-ul-Ahmadiyya (Qadian) Talk Program at Halqa Nasirabad, where we explored the beautiful balance between spiritual growth and physical excellence. From deep discussions on faith to the energy on the field

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کرناٹک میں تربیتی اجلاس کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کشمیر میں تربیتی اجلاس کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ کیرالہ، جماعت احمدیہ ارناکولم ضلع کی 21 رکنی ٹیم نے GTECH میراتھن دوڑ میں عالمی امن کے پیغام کے ساتھ حصہ لیا

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر انتظام فری میڈیکل کیمپ اور بلڈ ڈونیشن کیمپ کا انعقاد

مجلس خدام الاحمدیہ آسنور کشمیر کی طرف سے ہفتہ تبلیغ منعقد کیا گیا

Volume 9 March 2026 CE Issue 3

Monthly MISHKAT Qadian

Majlis Khuddam-ul-Ahmadiyya Bharat

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

سو اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵)

Published on 12th March 2026

Chairman: Shameem Ahmad Ghori
Editor: Niyaz Ahmad Naik
Manager: Mudassir Ahmad Ganai

Registered with Registrar
of Newspapers of India at
PUNBIL/2017/74323Postal
Registration No. GDP-046/2024-26

Email: mishkatqadian@gmail.com

PH: +91-1872-220139